باب
8

آبادی، معاشرہ اور پاکستان کی ثقافت
(Population, Society and Culture of Pakistan)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان میں افزائشِ آبادی، تقسیم اور بڑھتی ہوئی آبادی کے معاشرے پر اثرات بیان کر سکیں۔
(1951ء تا حال مردم شماری کا ٹیبل شامل کریں۔)
2- پاکستان میں آبادی کی صنفی بناوٹ، صنفی امتیاز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ان کے حل پر بحث کر سکیں۔
3- معاشرتی اقدار، رسم و رواج اور روایات کے حوالے سے پاکستانی معاشرے کے بنیادی خدوخال کی وضاحت کر سکیں۔
4- پاکستان میں تعلیم اور صحت کی صورتِ حال کا جائزہ لے سکیں۔
5- سیاحت کی اہمیت اور پاکستان میں سیاحت کے لیے قدرتی اور ثقافتی کشش بیان کر سکیں۔
6- دہشت گردی کے خلاف بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری اور نرمی کی ضرورت اور اہمیت کی وضاحت کر سکیں۔
7- پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات اور علاقائی ثقافتی مماثلت ذریعۂ یک جہتی اور یگانگت کی نشان دہی کر سکیں۔
8- پاکستان کی قومی اور علاقائی زبانوں کی ابتدا اور ارتقا کا جائزہ لے سکیں۔
9- قومی تعمیر میں غیر مسلم اقلیتوں کے کردار اور کارناموں کو بیان کر سکیں۔

پاکستان میں آبادی کی افزائش اور تقسیم
(Growth and Distribution of Population in Pakistan)

کسی ملک، علاقے یا جگہ پر موجود لوگوں کی تعداد کو آبادی کہتے ہیں، اگر آپ کے گھر میں 4 افراد رہتے ہیں تو آپ کے گھر کی آبادی 4 افراد پر مشتمل ہوگی۔ ایک دیہاتی علاقے کی آبادی چند سو اور ایک شہری علاقے کی آبادی ہزاروں یا لاکھوں افراد پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ آبادی میں بچے، بوڑھے، مرد اور خواتین سب شامل ہوتے ہیں۔ آبادی کے مطالعے کے لیے آبادیات یا بشری شماریات (Demography) کا ایک مضمون متعارف کرایا گیا ہے، جس میں انسانی آبادی کا شماریاتی تجزیہ (Statistical Analysis) کیا جاتا ہے۔ اس میں شرح پیدائش، شرح اموات، رہائش، ہجرت، بیماریاں، آبادی کی تقسیم اور ایسی دیگر چیزوں کا شماریاتی تجزیہ کیا جاتا ہے۔ بشری شماریات کا آغاز مشہور مسلمان مفکر ابنِ خلدون نے کیا، جس نے ''مقدمہ ابنِ خلدون'' میں آبادی کا تجزیاتی جائزہ لیا ہے۔

آبادی میں اضافہ کی شرح (Population Growth Rate)

پاکستان کی آبادی کتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 2017ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی قریباً 207 ملین تھی۔ پاکستان اکنامک سروے 20-2019ء کے مطابق پاکستان کی آبادی 211 ملین سے تجاوز کر چکی

ہے۔آبادی میں اضافے کی سالانہ شرح قریباً 1.94 فی صد ہے۔گو یا رقبہ وہی ہے،مگر آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے،اسی وجہ سے پاکستان کا شمار گنجان آباد ممالک میں کیا جاتا ہے۔آبادی کے سلسلے میں دو اہم باتوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے:ایک آبادی کی تقسیم اور دوسری اس کے بڑھنے کی شرح۔

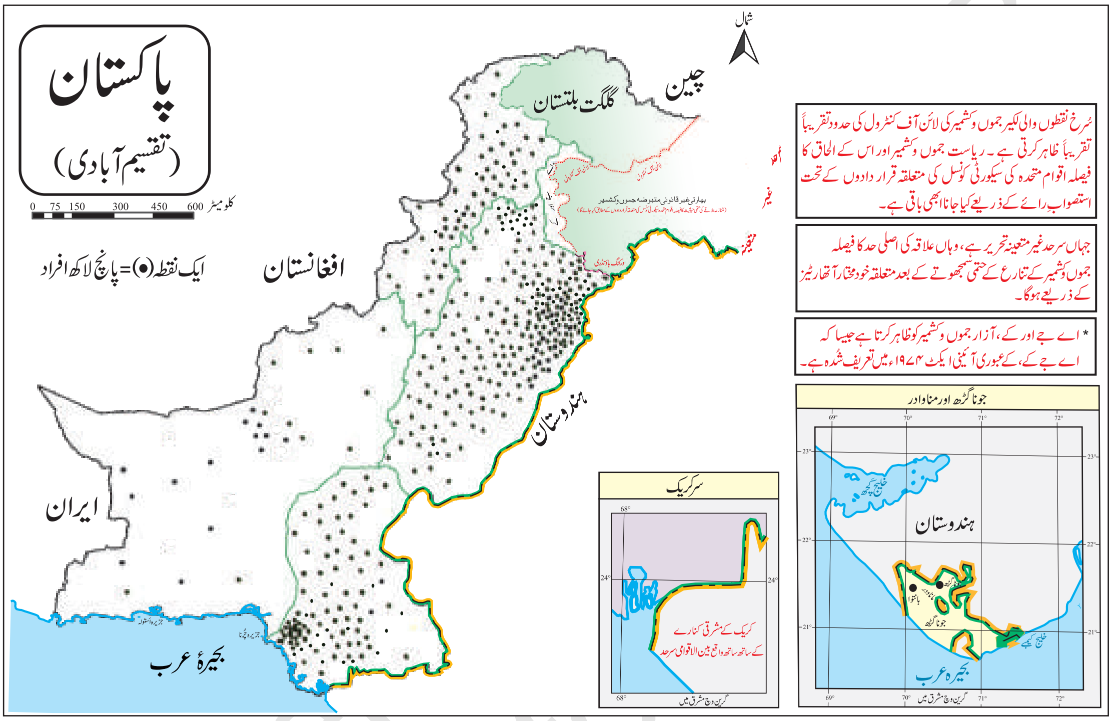

صوبوں کے لحاظ سے آبادی کی گنجانیت (Province Wise Density of Population)

آبادی کے لحاظ سے پنجاب، پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ملک کی آبادی کا قریباً 53 فی صد حصّہ صوبہ پنجاب میں رہتا ہے۔2017ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی کی گنجانیت ذیل کے ٹیبل میں دی گئی ہے:۔

نمبر شمار	نام صوبہ/علاقہ	آبادی	رقبہ	گنجانیت
1-	پاکستان	قریباً 207 ملین	796,096 مربع کلومیٹر	261 افراد فی مربع کلومیٹر
2-	پنجاب	قریباً 110 ملین	205,345 مربع کلومیٹر	535 افراد فی مربع کلومیٹر
3-	سندھ	قریباً 47.8 ملین	140,914 مربع کلومیٹر	339 افراد فی مربع کلومیٹر
4-	خیبر پختونخوا	قریباً 30.5 ملین	101,741 مربع کلومیٹر	300 افراد فی مربع کلومیٹر
5-	بلوچستان	قریباً 12.3 ملین	347,190 مربع کلومیٹر	35 افراد فی مربع کلومیٹر
6-	اسلام آباد(وفاقی دارالحکومت)	قریباً 2 ملین	906 مربع کلومیٹر	2014 افراد فی مربع کلومیٹر

نوٹ: فاٹا جو اب صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم ہو چکا ہے،جس کی آبادی قریباً 5 ملین تھی۔

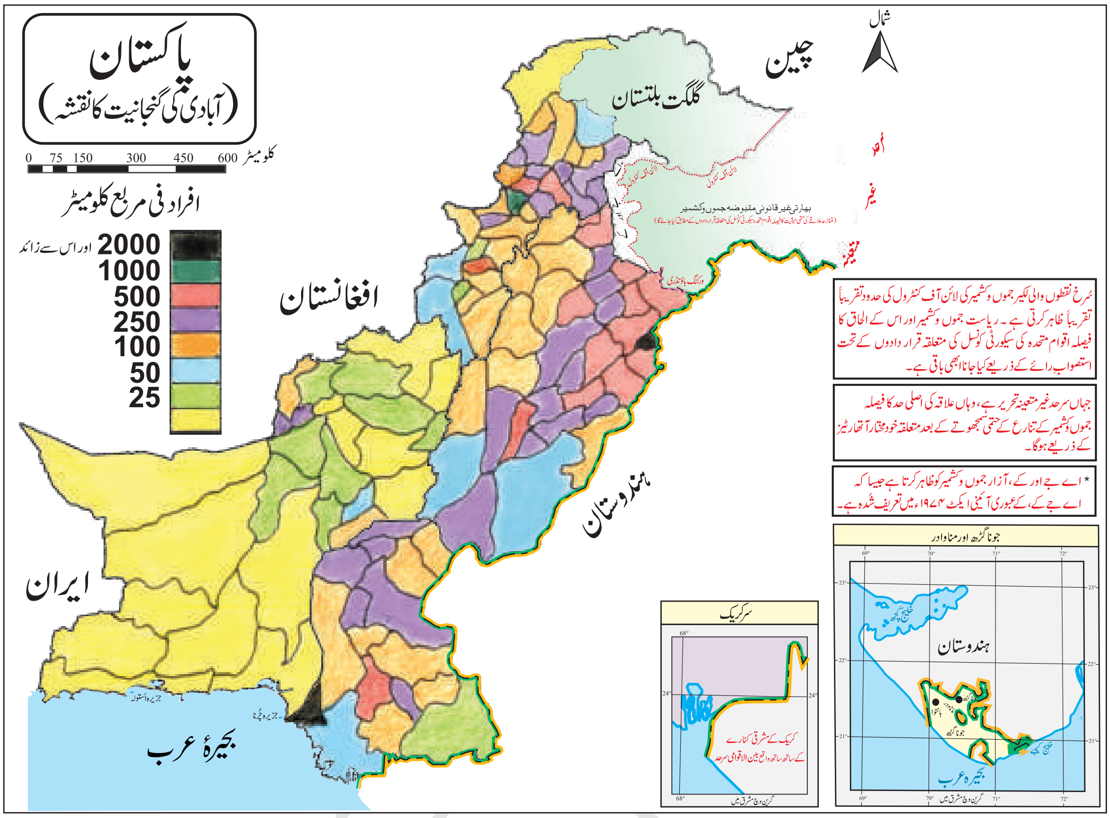

شہری اور دیہی بنیاد پر آبادی کی بناوٹ اور تقسیم
(Rural-Urban Composition and Distribution of Population)

پاکستان میں کل آبادی کا قریباً ایک تہائی شہروں میں آباد ہے۔ پاکستان اکنا مک سروے 20-2019ء کے مطابق پاکستان کے شہری علاقوں میں قریباً 78 ملین افراد آباد ہیں جب کہ باقی 133 ملین دیہی علاقوں میں آباد ہیں۔ شہری علاقوں سے مراد وہ علاقے ہیں جن کا نظم و نسق میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی، ٹاؤن کمیٹی یا کنٹونمنٹ بورڈ(Cantonment Board) وغیرہ کے تحت چلتا ہے۔

شہری آبادی میں دیہاتی علاقوں کے مقابلے میں بجلی، گیس، سڑکوں، تعلیم، صحت اور تجارتی مراکز وغیرہ کی سہولتیں نہ صرف بہت زیادہ، بلکہ بہتر بھی ہوتی ہیں۔ دیہات میں زندگی کی ان جدید سہولتوں کا فقدان ہوتا ہے۔ دیہی علاقوں میں معاشی سرگرمیاں اور روزگار کے مواقع کم ہونے کے باعث لوگ شہروں کا رُخ کر رہے ہیں۔ اس نقل مکانی کی وجہ سے شہری علاقوں میں آبادی بڑھ رہی ہے، جس سے شہروں میں رہائش، روزگار، تعلیم اور صحت وغیرہ کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بامقصد منصوبہ بندی کے لیے آبادی کے مختلف پہلوؤں مثلاً کل آبادی اور اس کی علاقائی تقسیم، شرح افزائش، فی کلومیٹر آبادی، شہری و دیہاتی آبادی کا تناسب، تعلیم و تربیت کا معیار اور لوگوں کے مشہور پیشے وغیرہ کے متعلق جاننا بہت ضروری ہے۔ آبادی کے ان کوائف کو جاننے کے عمل کو مردم شماری کہتے ہیں۔ مردم شماری ہر دس سال بعد ہوتی ہے۔ برِصغیر میں پہلی مردم شماری 1881ء میں ہوئی۔ پاکستان میں پہلی مردم شماری 1951ء، جب کہ چھٹی مردم شماری 2017ء میں ہوئی۔

پاکستان میں ہونے والی مردم شماری کا گوشوارہ	
مردم شماری کا سال	آبادی (ملین میں)
1951ء	قریباً 33.7 ملین
1961ء	قریباً 42.8 ملین
1972ء	قریباً 65.3 ملین
1981ء	قریباً 84.2 ملین
1998ء	قریباً 132.3 ملین
2017ء	قریباً 207.7 ملین

آبادی کی صنفی بناوٹ، صنفی امتیاز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ان کا حل

(Gender Composition, Gender Discrimination and its Related Problems and their Solution)

صنفی لحاظ سے تقسیم سے مراد، مرد اور عورت کی بنیاد پر آبادی کی تقسیم ہے۔ 20-2019ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں مرد کل آبادی کا قریباً 51 فی صد ہیں، جب کہ خواتین کی تعداد قریباً 49 فی صد ہے۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں مردوں کی شرح پیدائش عورتوں کی نسبت زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار معاشی ترقّی اور سرگرمیوں میں اضافے کے لیے انتہائی موزوں قرار دیے جاسکتے ہیں۔ پاکستان میں افرادی قوت کو ہنرمند بنا کر معاشی پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ اس طرح پاکستان کی فی کس آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

انسانی معاشرے میں عورت اور مرد میں جنس کی بنیاد پر تفریق کرنا صنفی امتیاز کہلاتا ہے۔ قدرت نے مرد و خواتین کے الگ الگ کردار بنائے، جس کا بنیادی مقصد نسلِ انسانی کو آگے بڑھانا تھا۔ ترقّی کرنا اور آگے بڑھنا انسان کی صفت میں شامل ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ رسم و رواج بدلتے رہتے ہیں۔ اب معاشرے میں مردوں اور عورتوں کو ترقّی کے مساوی مواقع میسر ہیں۔ صنفی بنیاد پر ہونے والے ہر طرح کے امتیاز کی نفی کی جاتی ہے۔ صنفی امتیاز صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ غربت کے خاتمے، تعلیم اور طبی سہولتوں تک رسائی، معیشت اور فیصلہ سازی کے عمل میں شمولیت کے حوالے سے یہ بین الاقوامی اہمیت کا حامل بن چکا ہے۔

ہمارے ہاں بیٹیوں کی تعلیم و تربیت سے متعلق سوچ میں بڑی روشن خیال تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ وہ قدامت پرست گھرانے جو کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی بیٹیاں ڈاکٹر یا استاد بننے کے علاوہ کوئی اور پیشہ اختیار کرسکتی ہیں، آج ان کی بچیاں وکیل، انجینئر، فیشن ڈیزائنر، سیاست دان، ایئرفورس میں پائلٹ، سول سروس آفیسر، فوج میں آفیسر اور میڈیا میں اینکر پرسن کے طور پر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہی ہیں۔ پاکستان میں خواتین معاشرے کی تعمیر و ترقّی میں جو کردار ادا کر رہی ہیں وہ کسی صورت بھی مردوں سے کم نہیں۔ اسلام اور جدید سائنسی علوم کی روشنی میں عورتوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ کسی طور بھی مناسب نہیں۔

Web version of PCTB Not for Sale

پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات
(Salient Features of Pakistani Society and Culture)

معاشرہ انگریزی زبان کے لفظ سوسائٹی (Society) کا ترجمہ ہے جو لاطینی زبان کے لفظ سوشش (Socius) سے اخذ کیا گیا ہے، جس کے معنی "ساتھی" کے ہیں۔ گویا معاشرے سے مراد ساتھیوں کا گروہ یا مجموعہ ہے۔ افراد کا وہ مجموعہ جو چند مقاصد کی خاطر زندگی بسر کر رہا ہو، معاشرہ کہلاتا ہے۔ معاشرے کے اندر رہتے ہوئے افراد کو باہمی تعلقات رکھنا پڑتے ہیں۔ معاشرہ ایک فرد پر مشتمل نہیں ہوتا، بلکہ وہ افراد کے ایک بڑے گروہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ معاشرے میں شامل تمام لوگ مختلف طبقوں اور برادریوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ دیگر معاشروں کی طرح پاکستانی معاشرہ بھی اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔

ثقافت کسی جگہ پر مقیم افراد کے مشترکہ عقائد، اندازِ رہن سہن، رسم و رواج، زبان اور روایات کا نام ہے۔ ثقافت میں وہ تمام عقائد، قوانین، رسم و رواج، روایات، علوم وفنون اور عادات وغیرہ شامل ہیں، جن کو انسان معاشرے کے ایک فرد کے طور پر اپناتا ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی شعائر کی عکاسی کرتی ہے۔ پاکستان میں اگرچہ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ آباد ہیں، مگر اس کے باوجود اسلام کے بندھن میں بندھے ہونے کے باعث وہ ایک مشترکہ ثقافت کے مالک ہیں، جس میں اسلامی رنگ نمایاں ہے۔ قومی ثقافت اگر ایک طرف کسی قوم یا معاشرے کے افراد کو باہم جوڑے رکھتی ہے تو دوسری جانب یہ اسے دوسری اقوام اور معاشروں سے ممتاز بھی کرتی ہے۔ پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1- اسلامی ثقافت کے رنگ (Colours of Islamic Culture)

پاکستان کی بنیاد دینِ اسلام پر قائم ہے، اس لیے مذہب کا احترام اور اس کی روایات کی پاسداری کی جھلک یہاں کے لوگوں کی زندگی میں واضح نظر آتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت رہن سہن، لباس، خوراک اور میل جول میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔ اسلام دیگر مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے احترام کا درس دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگ اگرچہ اپنی خوراک، لباس، طرزِ رہن سہن، رسم و رواج اور روایات کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن دینِ اسلام وہ مضبوط بنیاد ہے، جس نے ان سب کو ایک مالا میں پرویا ہوا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق رنگ ونسل، زبان، امارت وغربت کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا، اس لیے اسلامی ثقافت کے رنگ بھائی چارہ، اخوت اور مساوات نظر آتے ہیں۔

2- مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System)

پاکستان میں بحیثیت مجموعی مشترکہ خاندانی نظام رائج ہے۔ خاندان کا سربراہ مرد ہے، جو اپنے خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ خاتونِ خانہ، گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی اور امورِ خانہ داری سنبھالتی ہے۔ بزرگوں کو گھر میں نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی خدمت مذہبی اور اخلاقی فریضہ سمجھ کر کی جاتی ہے۔

3- رسوم ورواج اور روایات (Customs and Traditions)

پاکستان کے لوگ انتہائی ملنسار اور غم گسار ہیں۔ یہاں کے لوگ ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ بچے کی ولادت، عقیقہ اور سالگرہ کی تقریبات وغیرہ میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ ان مواقع پر مٹھائی اور پُرتکلف کھانوں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مسلمان بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے، تاکہ اسے معلوم ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے

Web version of PCTB Not for Sale

مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے۔اسی طرح خدانخواستہ کسی آفت، پریشانی یا مرگ کے موقع پر بھی لوگ ایک دوسرے کے غم میں بھرپور طریقے سے شریک ہوتے ہیں۔کسی مسلمان کے وفات پا جانے پر رشتہ دار اور تعلق دار متوفی کے گھر جمع ہوتے ہیں۔نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد اسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کی جاتی ہے۔ملک بھر میں تمام اقلیتوں کو بھی یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی، بیاہ اور اموات وغیرہ کی رسومات ادا کریں۔

4- مذہبی ہم آہنگی (Religious Harmony)

پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ مذہبی رواداری بھی موجود ہے۔برصغیر میں بزرگانِ دین کی تعلیمات سے متاثر ہو کر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔پاکستان میں لوگ ذات پات، رنگ و نسل اور امتیازات وغیرہ کو نسبتاً کم اہمیت دیتے ہیں۔پاکستان کا آئین اقلیتوں کو ہر طرح سے مکمل تحفظ دیتا ہے۔

5- مذہبی تہوار (Religious Festivals)

اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکستان میں ہر سال 2 عیدیں منائی جاتی ہیں۔رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو عیدالفطر اور 10 ذی الحج کو عیدالاضحیٰ پورے مذہبی جوش و جذبے سے منائی جاتی ہیں۔دیگر مذہبی تہواروں میں 12 ربیع الاول کو جشن میلاد النبی خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، 27 رجب کو معراج النبی خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور 15 شعبان کو شبِ برات منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔دس محرم کو مسلمان یومِ عاشور بھی مذہبی عقیدت و احترام سے مناتے ہیں۔

عید ملنے کا ایک منظر

اقلیتی طبقوں میں ہندو ہولی اور دیوالی، جب کہ مسیحی کرسمس اور ایسٹر، سکھ مذہب کے لوگ بابا گرونانک دیو جی کا جنم دن اور بیساکھی، بہائی عقیدے کے لوگ عیدِ نوروز، ردوان وغیرہ کے تہوار پوری آزادی اور جوش و خروش سے مناتے ہیں۔

6- لباس اور خوراک (Dress and Food)

گلگت بلتستان کا لباس

پاکستانیوں کی اکثریت سادہ مگر صاف ستھرا اور باوقار لباس پہننے کو ترجیح دیتی ہے۔پاکستان کا قومی لباس شلوار قمیص ہے۔یہ لباس تھوڑے بہت ردوبدل اور فرق کے ساتھ ہر علاقے میں مردوں اور عورتوں میں یکساں مقبول ہے۔واسکٹ، ٹوپی، اجرک اور پگڑی وغیرہ مختلف علاقوں میں مردوں کے لباس کا حصّہ ہیں۔خواتین شلوار قمیص کے ساتھ دوپٹا، چادر اور عبایا وغیرہ کا استعمال کرتی ہیں۔گندم اور مکئی کی روٹی، ساگ، چاول، گوشت، دالیں، سبزی اور خشک و تازہ پھل یہاں کے لوگوں کی اہم خوراک ہیں۔

7- مخلوط ثقافت (Mixed Culture)

پاکستانی معاشرہ عملی طور پر پنجابی، سندھی، پشتون، بلوچ، کشمیری، بلتی، براہوی اور سرائیکی وغیرہ ثقافت کا ایک خوب صورت گلدستہ ہے۔اقلیتی طبقے میں ہندو، مسیحی، سکھ، پارسی، بہائی اور دیگر مذاہب کے رسم و رواج اور لباس بھی پاکستانی معاشرے کو نیا رنگ دیتے ہیں۔

8- عرس اور میلے (Urs and Fairs)

پاکستان میں موسموں کی مناسبت سے، فصلوں کی کٹائی کے وقت اور بزرگانِ دین کے عرس کے موقعوں پر سالانہ میلے لگتے ہیں۔ ان میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ، حضرت شاہ عنایت قادریؒ، حضرت بابا بلھے شاہؒ، حضرت فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، حضرت مادھولال حسین شاہؒ (میلا چراغاں) حضرت سخی سیدن شاہ شیرازیؒ، حضرت سچل سرمستؒ، حضرت لعل شہباز قلندرؒ، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، حضرت پیر مہر علی شاہؒ، حضرت سخی سرورؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ، حضرت سلطان باہوؒ اور بہت سے دیگر بزرگانِ دین کے عرس اور سبی کا میلا وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ کے عرس کا منظر

9- کھیل اور تفریح (Sports and Recreation)

پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔ پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، کبڈی، سکواش، سنوکر اور ٹینس کی ٹیموں کا شمار دنیا کی بہترین ٹیموں میں ہوتا ہے۔ پاکستانی خواتین بھی ملکی اور عالمی سطح پر کھیلوں میں بھرپور حصّہ لیتی ہیں۔ ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ تحصیل، ضلع، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر منعقد کرائے جاتے ہیں۔ گلگت بلتستان اور چترال میں پولو کا کھیل بہت مقبول ہے۔

کبڈی کھیل کا ایک منظر

10- اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت (Protecting the Rights of Minorities)

پاکستان میں اقلیتوں کو ہر طرح کی مذہبی، اخلاقی اور سماجی آزادی حاصل ہے۔ تعلیم، روزگار اور سیاست کے میدان میں بھی ان کے لیے کوٹہ مختص کیا گیا ہے۔

11- مہمان نوازی (Hospitality)

مہمان نوازی پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کے نمایاں اوصاف میں سے ایک ہے۔ یہاں کے لوگ اپنے مہمانوں کی عزت اور خدمت دل و جان سے کرتے ہیں۔

12- طرزِ تعمیر اور مصوّری (Architecture and Painting)

طرزِ تعمیر میں بادشاہی مسجد، شالامار باغ، شاہی قلعہ، مقبرہ جہانگیر اور ہرن مینار وغیرہ مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتے ہیں۔ فیصل مسجد، مینارِ پاکستان اور مزارِ قائد ہمارے موجودہ دور کے ثقافتی ورثے کی علامات ہیں۔ مصوّری بھی ہماری ثقافت کی پہچان ہے۔ عبدالرحمٰن چغتائی، اعجاز انور، استاد اللہ بخش، صادقین، جمیل نقش اور اسماعیل گل جی پاکستان کے مشہور مصوّر رہیں۔

Web version of PCTB Not for Sale

13- شعروادب (Poetry and Literature)

شعروادب کا پاکستانی ثقافت میں نمایاں مقام ہے۔ پاکستانی ادب میں تصوف اور مذہبی رنگ کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمارے قومی شاعر ہیں، ان کی شاعری میں دینِ اسلام، وطن اور روایات سے محبت کے جذبات سموئے ہوئے ہیں۔ جدید دور کے شعرا میں ن۔م راشد، مجید امجد، ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، منیر نیازی اور حبیب جالب کی شاعری میں حب الوطنی کے جذبات اور خیالات کی جھلک نظر آتی ہے۔

پاکستانی معاشرے کے مسائل اور اُن کا حل

(Problems of Pakistani Society and their Solution)

پاکستانی معاشرے میں زیادہ تر درج ذیل بنیادی مسائل پائے جاتے ہیں:۔

1- غربت و بے روزگاری (Poverty and Unemployment)

پاکستان کی آبادی کا ایک بڑا حصّہ غربت اور بے روزگاری کے مسائل کا شکار ہے۔ ملک کی 38 فی صد سے زائد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور لاکھوں لوگ بے روزگار ہیں۔ غربت اور بے روزگاری سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور جرائم جنم لیتے ہیں۔ غربت اور بے روزگاری کے مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ حکومتی سطح پر گھریلو اور نجی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، روزگار کے لیے نئے مواقع پیدا کیے جائیں اور غریبوں کو آسان شرائط پہ قرضے دیے جائیں، تا کہ وہ اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔

2- کم شرحِ خواندگی (Low Literacy Rate)

پاکستان کی قریباً 40 فی صد آبادی بنیادی تعلیم سے محروم ہے۔ یہ ناخواندہ افراد انفرادی اور اجتماعی طور پر ملک کی تعمیر و ترقّی میں پڑھے لکھے افراد جیسا کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ پاکستان میں شرحِ تعلیم کو بڑھانے کے لیے حکومت ذمہ داری اور سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔ نئے تعلیمی ادارے کھولے جارہے ہیں اور پرانے تعلیمی اداروں کو اَپ گریڈ کیا جارہا ہے۔

3- صحت کے مسائل (Health issues)

پاکستان میں بہت سے علاقوں کے لوگ علاج معالجے کی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ دیہاتوں میں بالخصوص دورانِ زچگی میں اموات کی شرح زیادہ ہے۔ صحت کی سہولتیں ناکافی ہیں۔ حکومت نے اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے۔ دور دراز کے علاقوں میں بنیادی مراکزِ صحت (Basic Health Unit) قائم کیے ہیں۔ ہسپتالوں، ڈاکٹروں اور نرسوں وغیرہ کی تعداد کو بڑھایا ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجے کی بہتر سہولیات مہیا کی ہیں، مگر اس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

4- آبادی کی شرح میں اضافہ (Population Growth)

پاکستان کا ایک اور گھمبیر معاشرتی مسئلہ آبادی کی شرح میں تیزی سے ہونے والا اضافہ ہے۔ دیہی علاقوں سے شہروں کی جانب ہجرت ایک مسئلہ ہے۔ آبادی کے بڑھنے سے خوراک، صحت، تعلیم، بے روزگاری، ٹریفک اور ماحولیاتی آلودگی کے مسائل میں اضافہ ہورہا ہے۔ حکومت نے بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں، لیکن عوام کے تعاون کے بغیر اس مسئلے پر قابو پانا حکومت کے لیے بہت مشکل ہے۔

Web version of PCTB Not for sale

پاکستان میں تعلیم کی صورتِ حال

(Educational Condition in Pakistan)

ایک تعلیمی سرگرمی کا منظر

اسلامی تعلیمات کے مطابق تعلیم ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ تعلیم اور معاشرتی و معاشی ترقّی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔ 20-2019ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں شرحِ خواندگی قریباً 60 فی صد ہے۔ معاشی ترقّی میں افزائش کے لیے ضروری ہے کہ شرحِ خواندگی زیادہ ہو۔ حکومت تعلیم کو بہت اہمیت دے رہی ہے۔ اس ضمن میں اہم اقدامات درج ذیل ہیں:-

1- پہلی سے دسویں جماعت تک مفت تعلیم، درسی کتب کی مفت فراہمی اور طلبہ کو وظائف دینا۔
2- نصاب کی سائنسی بنیادوں اور مستقبل کی ضروریات کے پیشِ نظر تشکیلِ نو۔
3- ٹیکنیکل، پیشہ ورانہ اور سائنسی تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری اور نجی شعبے میں تعاون۔
4- سماجی اور معاشی ترقّی کے لیے اعلیٰ تعلیم کے معیار میں بہتری لانا، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں انقلابی اقدامات۔
5- تعلیم کے شعبے میں صنفی توازن (Gender Equity) کے حوالے سے کوششیں کرنا، خواتین کے تعلیمی اداروں پر خصوصی توجہ دینا۔
6- اعلیٰ تعلیم کے لیے سرکاری اور نجی سطح پر زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں کا قیام۔
7- قومی اور صوبائی سطح پر تعلیمی مسائل کے حل کے لیے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام۔

پاکستان کا تعلیمی ڈھانچہ (Pakistan's Educational Structure)

پاکستان کے تعلیمی ڈھانچے کو تین مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے:-

1- ابتدائی، پرائمری اور ایلیمنٹری تعلیم (ECCE, Primary and Elementary Education)

جماعت اوّل سے پہلے کی تعلیم کو ابتدائے بچپن کی تعلیم اور نگہداشت (Early Childhood Care and Education-ECCE) کہا جاتا ہے۔ پرائمری تعلیم جماعت اوّل سے پنجم تک ہے، جب کہ ایلیمنٹری (Elementary) تعلیم کا دائرہ کار چھٹی سے آٹھویں جماعت تک ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتیں کوشش کر رہی ہیں کہ ہر گاؤں میں پرائمری سکول قائم کیے جائیں، تاکہ تمام لوگوں کو یکساں تعلیم کی سہولت میسّر آئے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر ملک بھر میں یکساں قومی نصاب نافذ کیا جا رہا ہے۔

2- ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیم (Secondary and Higher Secondary Education)

ثانوی حصّہ نہم اور دہم جماعت تک ہے جب کہ اعلیٰ ثانوی گیارھویں اور بارھویں جماعتوں پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم کا کورس دو سال کا ہے جس میں آرٹس، سائنس، کامرس اور دیگر مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نویں سے بارھویں جماعت کے امتحانات ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ منعقد کراتے ہیں۔

3- یونیورسٹی سطح کی تعلیم (University Education)

اعلیٰ ثانوی تعلیم کے بعد یونیورسٹی کی تعلیم شروع ہوتی ہے،جس کے لیے ملک میں کئی یونیورسٹیاں قائم ہیں۔یونیورسٹیوں کے علاوہ کالجوں میں بھی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔یونیورسٹی تعلیم کی کئی اقسام ہیں۔یہ تعلیم بی۔ایس اور ایم۔ایس وغیرہ پر مشتمل ہے۔اعلیٰ تعلیم کے میدان میں ہر مضمون میں ایم فل (M.Phil) اور پی ایچ ڈی (Ph.D) کی سطح پر تحقیقی تعلیم بھی مہیا کی جاتی ہے۔میڈیکل اور انجینئرنگ جیسی تعلیم کے لیے طلبہ کو میڈیکل کالجوں اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔اس طرح قانون، بزنس، زراعت اور دیگر فنی علوم کی تعلیم کے حصول کے لیے پیشہ ورانہ تعلیمی ادارے بھی قائم ہیں۔

تعلیمی مسائل اور ان کا حل (Educational Problems and their Solution)

شعبۂ تعلیم میں پاکستان کو درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:۔

1- کم شرحِ خواندگی (Low Literacy Rate)

تازہ اعداد و شمار کے مطابق اس وقت پاکستان میں شرح خواندگی 60 فی صد ہے جو بیش تر ترقّی پذیر ممالک کے مقابلے میں کم ہے اور حوصلہ افزا نہیں ہے۔پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا ایک اہم ملک ہے مگر تعلیمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔

2- ناقص امتحانی نظام (Defective Examination System)

ہمارا نظامِ امتحانات انتہائی ناقص ہے۔امتحان طلبہ کی رٹا لگانے کی صلاحیت کو چیک کرنے کا نام نہیں، بلکہ ان کی ذہنی صلاحیتوں کو جانچنے اور پرکھنے کا نام ہے۔امتحانات کا نظام ایسا شفاف اور موثر ہونا چاہیے جو حقیقی معنوں میں طلبہ کی ذہنی استعداد اور کارکردگی کو بڑھا سکے۔

3- محدود تعلیمی وسائل (Limited Resources for Education)

بدقسمتی سے پاکستان میں تعلیم کو دیگر شعبوں کی نسبت کم اہمیت دی جاتی رہی ہے۔تعلیم کے لیے مختص بجٹ بہت کم ہے۔اس میں اضافہ نہایت ضروری ہے، تاکہ تعلیمی اداروں کی تمام ضروریات کو اچھے انداز میں پورا کیا جا سکے۔

4- اساتذہ کی کمی (Shortage of Teachers)

پاکستان میں شعبۂ تعلیم اساتذہ کی کمی کا شکار ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی تعداد اور استعدادِ کار کو بڑھایا جائے، تاکہ تعلیم کا عمل بہتر طور پر انجام پا سکے۔اس کے علاوہ اساتذہ کی دورانِ ملازمت جدید تقاضوں کے مطابق ٹریننگ بھی ضروری ہے، تاکہ وہ جدید تدریسی طریقوں سے آگاہ ہو سکیں۔

5- نصاب میں فنی اور تکنیکی مضامین کا فقدان
(Lack of Vocational and Technical Subjects in the Curriculum)

ہمارے تعلیمی نصاب میں فنی اور تکنیکی مضامین کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے تعلیمی نصاب میں انفارمیشن ٹیکنالوجی، زراعت، باغ بانی، الیکٹرونکس، فوٹو گرافی اور ایسے دیگر فنی اور تکنیکی مضامین کو ترقّی اور فروغ دیا جائے۔

6- تدریسی ساز و سامان کی کمی (Lack of Teaching Material)

ہمارے بہت سے سکولوں میں لائبریریاں اور لیبارٹریاں (تجربہ گاہیں) موجود نہیں ہیں اور جن سکولوں اور کالجوں میں یہ سہولت

موجود ہے، وہ بھی معیاری نہیں ہے۔ اس وجہ سے طلبہ عملی تجربات کرنے سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ لائبریریاں نہ ہونے کے سبب طلبہ تدریسی کُتب کے علاوہ دیگر کتب سے استفادہ نہیں کر پاتے۔

7- بنیادی سہولیات کا فقدان (Lack of Basic Facilities)

ہمارے ملک کے اکثر تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی، بجلی، ٹرانسپورٹ، سینٹری کا ناقص نظام اور ہاسٹلوں کی کمی، جیسے مسائل موجود ہیں۔ یہ مسائل طلبہ کی تعلیم کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔

8- ہم نصابی سرگرمیوں کا فقدان (Lack of Co-curricular Activities)

ہم نصابی سرگرمیاں جیسا کہ کھیلیں، مباحثے، مشاعرے، تقاریر، مذاکرے اور مطالعاتی دورے وغیرہ طلبہ کی اخلاقی تربیت اور ان کی شخصیت کی تعمیر میں مددگار رہوتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں ایسی ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے مناسب سہولتیں موجود نہ ہیں، جس کی وجہ سے کئی باصلاحیت طلبہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

9- غیر موزوں مضامین کا چناؤ (Selecting of Wrong Combination of Subjects)

ہمارے ہاں والدین کی اکثریت اپنی اولاد کو ڈاکٹر یا انجینئر ہی بنانا چاہتی ہے، اس طرح طلبہ کو مجبوراً سائنسی مضامین پڑھنے پڑتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کے رجحان اور ذہنی استعداد کا خیال نہیں رکھا جاتا، جس سے ان پر نفسیاتی دباؤ پڑتا ہے۔ اکثر سکولوں اور کالجوں میں بھی اس بات کا اہتمام نہیں ہوتا کہ مضامین کے انتخاب کے سلسلے میں طلبہ کی راہنمائی کی جائے۔ اس ضمن میں اساتذہ کو مضامین کے چناؤ میں طلبہ کی بھرپور راہنمائی کرنی چاہیے۔ والدین کو بھی مضامین کے انتخاب میں اپنے بچوں پر جبر کے بجائے ان کی پسند اور ذہنی صلاحیت کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اساتذہ، والدین اور طلبہ باہمی مشاورت سے مضامین کے انتخاب کا فیصلہ کریں۔

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے تجاویز (Suggestions for Solving Educational Problems)

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں:-

- تعلیم کے لیے مختص بجٹ میں ہر سال اضافہ کیا جائے۔
- تمام مڈل سکولوں کو ہائی اور ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولوں کا درجہ دیا جائے۔
- پرائمری کے اساتذہ کی کم از کم تعلیم گریجوایشن ہو۔
- سائنس اور ٹیکنالوجی کے نصاب کی تشکیلِ نو کی جائے گی۔ نصاب میں فنی اور ٹیکنیکل مضامین شامل کیے جائیں۔
- مکتب، مدرسہ سکولوں میں سائنس و دیگر رائج علوم بھی پڑھائے جائیں گے اور ان کی ڈگریوں کو بھی تسلیم کیا جائے۔
- تمام سرکاری سکولوں میں کھیل کے میدان اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

پاکستان میں صحّت کی صورتِ حال
(Health Conditions in Pakistan)

پاکستان آبادی کے لحاظ سے ایک گنجان آباد ملک ہے، مگر بدقسمتی سے یہاں صحّت وطب کے شعبے پر بہت زیادہ توجہ نہیں دی جارہی۔ سالانہ بجٹ میں ایک نہایت قلیل رقم صحت کے شعبے کے لیے مختص کی جاتی ہے۔ پاکستان اکنامک سروے 20-2019ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں صحّت کے شعبے میں کل 421.8 ارب روپے خرچ کیے گئے جو ہماری جی۔ ڈی۔ پی (G.D.P) کا صرف 1.1 فی صد ہے۔

Web version of PCTB Not for sale

ایک گورنمنٹ ہسپتال کا منظر

ہمارے ملک میں 963 افراد کے لیے ایک ڈاکٹر، جب کہ 9413 افراد کے لیے ایک ڈینٹسٹ موجود ہے۔ ہسپتال میں 1608 افراد کے لیے صرف ایک بستر کی سہولت موجود ہے۔ ہمارے ملک میں مَردوں کی اوسط عمر قریباً 66 سال اور خواتین کی اوسط عمر قریباً 68 سال ہے، جب کہ ترقی یافتہ ممالک میں اوسط عمر 70 سال کے لگ بھگ ہے۔ پاکستان میں محکمۂ صحّت ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، ٹی۔بی کلینکس، رورل ہیلتھ سینٹرز (Rural Health Centres)، بنیادی صحّت مرکز (Basic Health Units) اور میٹرنٹی و بچوں کے مراکز کے ذریعے سے خدمات انجام دے رہا ہے۔

ملک میں کئی ایسے علاقے ہیں، جہاں ابھی تک بنیادی طبی سہولتیں میسر نہیں اور حفظانِ صحّت کے اصولوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ابھی تک صحّت مند معاشرے کی تشکیل نہیں ہو سکی۔

محکمہ صحّت کا سربراہ وزیرِ صحّت ہے، جب کہ سیکرٹری بطور منتظمِ اعلیٰ کام کرتا ہے۔ ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز کا کام صوبے میں ترقیاتی، احتیاطی علاج اور شفا بخش خدمات کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ پاکستان میں گاؤں کی سطح پر لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (Lady Health Visitors) فرائض انجام دے رہی ہیں۔ پرائمری سطح پر بنیادی صحّت کے مراکز (Basic Health Units) اور رورل ہیلتھ سنٹرز (Rural Health Centres) قائم ہیں۔ تحصیل اور ضلع کی سطح پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قائم ہیں۔ ٹیچنگ ہسپتال، کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ، مینٹل ہیلتھ انسٹیٹیوٹ اور چلڈرن ہسپتال براہ راست صوبائی حکومت کے ماتحت ہیں۔ اس وقت ہر ضلعے میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی قائم ہے۔ اس کا انتظامی افسر چیف ایگزیکٹو آفیسر (Chief Executive Officer-CEO) کہلاتا ہے۔ حکومت پاکستان کی طرف سے صحّت کی بہتری کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:۔

- ہسپتالوں کا قیام
- میڈیکل کالجوں کا قیام
- پاکستان میں میڈیکل پوسٹ گریجوایشن کی سہولتیں
- بیماریوں کی روک تھام
- نیشنل ہیلتھ ریسرچ انسٹیٹیوٹ
- ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی ترقی
- تدریسی ہسپتالوں میں کمپیوٹر کا بندوبست

صحّت کے شعبے کو درپیش مسائل (Problems in the Health Sector)

پاکستان میں آبادی میں اضافے کی نسبت طبی وسائل میں اضافہ کم ہے۔ طبی سہولیات کا فقدان، افراطِ آبادی، کثرتِ امراض، حفظانِ صحّت کے اصولوں سے ناواقفیت اور غیر متوازن غذا وغیرہ جیسے مسائل شعبۂ صحّت کو درپیش ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ شعبۂ صحّت کے لیے زیادہ بجٹ مختص کرے اور شرح افزائشِ آبادی کو قابو میں رکھنے کے لیے بھی مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

سیاحت کی اہمیت اور پاکستان میں سیاحت کے لیے قدرتی اور ثقافتی کشش
(Importance of Tourism and Natural and Cultural attraction for Tourism in Pakistan)

(i) تعارف (Introduction)

سیاحت کا شعبہ کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خوش قسمتی سے پاکستان ان ممالک میں شامل ہے، جہاں وہ تمام عوامل کثرت سے موجود ہیں جو پاکستان کو سیاحت کی جنت بنا سکتے ہیں۔ بلند و بالا پہاڑ، سرسبز و شاداب وادیاں، وسیع و عریض میدان،

Web version of PCTB Not for sale

تازہ پانیوں کی قدرتی جھیلیں، تمام مذاہب سے منسلک لوگوں کے مقدس مقامات، ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے آثارِ قدیمہ اور طرح طرح کے ثقافتی رنگ دنیا بھر سے سیاحوں کو کھینچنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں، تاہم یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ سیاحتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود پاکستان کا سیاحت کا شعبہ ملکی ترقی میں ابھی تک وہ کردار ادا نہیں کر پایا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ حکومت سیاحت کی اہمیت وافادیت سے پوری طرح آگاہ ہے اور اس شعبے کی ترقی کے لیے انقلابی اقدامات کر رہی ہے۔ امید ہے کہ حکومت کی جانب سے شروع کیے جانے والے سیاحتی منصوبہ جات کی بروقت تکمیل سے پاکستان میں خوش حالی کا دروازہ کھل جائے گا۔

(ii) پاکستان کے سیاحتی مقامات (Pakistan's Tourist Destinations)

پاکستان کے اہم سیاحتی مقامات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:۔

قدرتی مناظر سے بھرپور سیاحت کے مقامات (Tourist places full of natural scenery)

قدرتی مناظر سے بھرپور سیاحتی مقامات میں وادی ہنزہ، دیوسائی کے میدان (بلتستان)، نلتر وادی (گلگت)، فیری میڈوز، نانگا پربت اور کے ٹو (K-2) بیس کیمپ، وادیِ کیلاش، وادیِ سوات، کاغان اور ناران، نتھیا گلی، ٹھنڈیانی، مری، کوٹلی ستیاں، وادیِ سون سکیسر، کوہِ سلیمان، چمن، زیارت، گوادر، ساحلِ سمندر کراچی اور بلوچستان وغیرہ شامل ہیں۔

مذہبی سیاحت کے مقامات (Religious Tourist places)

مذہبی سیاحت کے مقامات میں ٹیکسلا (راولپنڈی)، ہڑپہ (ساہیوال)، موئن جودڑو (لاڑکانہ)، کٹاس راج (چکوال)، ٹلہ جوگیاں (جہلم)، ننکانہ صاحب، کرتارپور صاحب (نارووال)، حسن ابدال (اٹک)، لاہور اور ملتان وغیرہ شامل ہیں۔

سیاحت کے حوالے سے اہم تاریخی مقامات (Important historical places in terms of tourism)

سیاحت کے حوالے سے اہم تاریخی مقامات میں اکرنڈ قلعہ، کینہٹی باغ (Kenhaty garden)، کلر کہار (وادیِ سون، ضلع خوشاب)، شاہی قلعہ (لاہور)، شالامار باغ لاہور، دراوڑ قلعہ بہاول پور، التیت قلعہ (گلگت بلتستان)، شگر قلعہ (شگر، بلتستان)، سکردو قلعہ (سکردو)، مغل باغ واہ، قلعہ اٹک، قلعہ روہتاس (جہلم)، رانی کوٹ قلعہ (ضلع جامشورو، سندھ)، قلعہ شاردہ (وادیِ نیلم، آزاد کشمیر)، تخت بھائی (مردان، خیبر پختونخوا)، بھمبور (ضلع ٹھٹھہ، سندھ)، فورٹ منرو (ڈیرہ غازی خاں)، بالا حصار قلعہ (پشاور)، مسجد مہابت خان پشاور، بادشاہی مسجد لاہور، شاہ جہان مسجد ٹھٹھہ (سندھ)، ہنگول نیشنل پارک (مکران، بلوچستان) اور جھل مگسی (بلوچستان) وغیرہ اہم ہیں۔

وادی کاغان میں ایک جھیل کا منظر

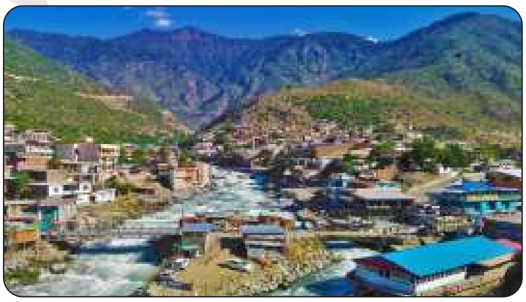

ایک سیاحتی مقام کا منظر

Web Version of PCTB Not for Sale

(iii) پاکستان کے شعبۂ سیاحت کے حوالے سے بین الاقوامی تاثرات
(International Views on Pakistan's Tourism Sector)

پاکستان کے سیاحتی وسائل کے حوالے سے ملکی اور غیر ملکی ماہرین اور مبصرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سیاحتی مقامات ہر لحاظ سے پاکستان کو صفِ اول کی سیرگاہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ 2010ء میں معروف سیاحتی میگزین Lonely Planet نے پاکستان کو سیاحت کے حوالے سے ایک ''بڑی چیز'' کا خطاب دیا۔ 2018ء میں سیر و سیاحت کے فروغ کے لیے خدمات دینے والی مشہور برطانوی بیک پیکر سوسائٹی (The British Backpacker Society) نے پاکستان کو بہترین ایڈونچر ٹورازم (Adventure Tourism) کی جگہ قرار دیا۔ 2019ء میں امریکا کے ایک میگزین Forbes نے پاکستان کو سیر کے لیے بہترین جگہ قرار دیا۔ 2020ء میں امریکن میگزین Console Nast Traveller نے پاکستان کو چھٹیاں گزارنے کے لیے سب سے بہترین جگہ قرار دیا۔

(iv) پاکستان کے شعبۂ سیاحت کی کارکردگی (Performance of Pakistan's Tourism Sector)

بے پناہ وسائل رکھنے کے باوجود پاکستان میں شعبۂ سیاحت ابھی تک خاطر خواہ کارکردگی دکھانے میں ناکام رہا ہے۔ شعبۂ سیاحت دنیا کی معیشت میں سالانہ اوسطاً قریباً 10 فی صد تک حصّہ ڈالتا ہے، لیکن پاکستان میں اس کا حصّہ محض 2 سے 3 فی صد سالانہ ہے۔ شعبۂ سیاحت کی پسماندگی کی ایک بڑی وجہ یہاں بین الاقوامی سیاحوں کا کم آنا ہے۔ ورلڈ اٹلس (World Atlas) کے مطابق 2018ء میں بین الاقوامی سیاحوں کا سب سے بڑا مرکز فرانس رہا، جہاں ایک سال میں 89 ملین بین الاقوامی سیاح آئے۔ دوسرے نمبر پر سپین (83 ملین)، تیسرے نمبر پر امریکا (80 ملین)، چوتھے نمبر پر چین (63 ملین)، پانچویں نمبر پر اٹلی (62 ملین) اور چھٹے نمبر پر ترکی (46 ملین) رہے۔ پاکستان میں بین الاقوامی سیاح 2 ملین سے بھی کم آتے ہیں۔ پاکستان میں بین الاقوامی سیاحوں کی تعداد کم ہونے کی وجوہات میں امن و امان کی صورت حال، سیاحتی مقامات کی کم تشہیر (Projection) اور سیاحتی مقامات پر بنیادی سہولیات کی کمی وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگرچہ پاکستان میں بین الاقوامی سیاح کم تعداد میں آتے ہیں، لیکن پاکستانی سیاحوں کی تعداد ہر لحاظ سے تسلی بخش ہے 2019ء میں پاکستان میں پاکستانی سیاحوں کی تعداد 50 ملین کے لگ بھگ تھی۔

(v) سیاحت کو فروغ دینے کے لیے حکومتی اقدامات (Measures Taken by the Government to Promote Tourism)

حکومتِ پاکستان نے سیاحت کی اہمیت کا مکمل ادراک کرتے ہوئے اس میں انقلابی اقدامات کا آغاز کیا ہے۔ ان اقدامات کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:۔

- حکومتِ پاکستان نے بین الاقوامی سیاحوں کے لیے ویزا پالیسی (Visa Policy) میں واضح تبدیلی کی ہے۔ ویزا کے عمل کو آسان اور تیز بنانے کے ساتھ ساتھ بہت سے ممالک کے سیاحوں کو ایئر پورٹ پر ویزا کی سہولت کا اجرا کیا ہے۔
- حکومتِ پاکستان نے صوبائی حکومتوں کی سرپرستی میں محکمۂ سیاحت کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ وفاق کی سطح پر ایک ادارہ ''نیشنل ٹورازم کوارڈی نیشن بورڈ (National Tourism Coordination Board)'' تشکیل دیا ہے۔ اس ادارے کا مقصد وفاق اور صوبوں کے درمیان تعلق کو مضبوط بنانا ہے۔
- حکومت نے بہت سے ممالک سے، جن میں ازبکستان، تاجکستان، نیپال اور ترکی وغیرہ شامل ہیں، مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کیے ہیں۔ ان یادداشتوں میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا ہے کہ یہ ممالک باہمی سیاحت کے فروغ کے لیے مشترکہ کوششیں کریں گے۔
- وفاقی حکومت نے نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ ملک بھر میں سرکاری ریسٹ ہاؤسوں کو ایک منظم

Web version of PCTB Not for Sale

طریقے سے نجی شعبے کے حوالے کیا جارہا ہے۔ نجی شعبے کے حرکت میں آنے سے سیاحتی سرگرمیوں میں خاطر خواہ اضافہ ہورہا ہے۔

- حکومتِ پاکستان اور صوبائی حکومتیں نئے سیاحتی مقامات کو فروغ دینے کے لیے مؤثر اقدامات کررہی ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا کی کمراٹ وادی اور پنجاب میں کوٹلی ستیاں اور چکوال میں کیے جانے والے اقدامات اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔
- سیاحتی سہولیات کی فراہمی کے لیے وفاقی اور صوبائی بجٹ میں سیاحت کے لیے اضافی فنڈز کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔
- شعبۂ سیاحت کی منظم ترقّی کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ صوبہ پنجاب کی سیاحتی پالیسی 2019ء اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

سیاحت کے حوالے سے مستقبل کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ مختلف منصوبوں کے قابلِ عمل ہونے کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان سیاحتی مقامات کو انھی قابلِ عمل رپورٹوں کے مطابق ترقّی دی جائے گی۔

(vi) سیاحت کے فروغ کے لیے پاکستانی عوام کی ذمہ داریاں

(Responsibilities of Pakistani People for the promotion of tourism)

سیاحت کے فروغ کے لیے پاکستانی عوام کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں کہ وہ سیاحتی مقامات پر:-

- کوڑا کرکٹ پھینکنے سے گریز کریں۔
- موجود سہولیات کو خراب نہ کریں۔
- ٹریفک اور دیگر قوانین کی پابندی کریں۔
- غیر اخلاقی حرکات سے اجتناب کریں۔
- خوب صورت تصاویر اور وڈیوز بنائیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے سے دوسروں تک پھیلائیں تاکہ سیاحت کا رجحان پیدا ہو سکے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ورلڈ ٹورازم آرگنائزیشن کے مطابق ایک سے دوسرے ملک سفر کرنے والے لوگوں کی تعداد 1997ء میں 631 ملین تھی جو 2020ء میں ایک بلین سے تجاوز کر چکی ہے۔

دہشت گردی کے خلاف بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری اور لچک کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Inter-faith Harmony, Tolerance and Resilience against Terrorism)

بین المذاہب ہم آہنگی قوتِ برداشت کی علامت ہے۔ یہ بڑھتے ہوئے سیاسی اور معاشی عدم اطمینان کے حالات میں مختلف مذہبی عقائد کے ماننے والوں کے مابین پُرامن بقائے باہمی، امن اور خوش حالی کے لیے آگے بڑھنے کا ایک راستہ ہے۔

بلاشبہ تمام آسمانی اَدیان (دین کی جمع) نے انسانی معاشرے سے دہشت گردی، شدت پسندی اور تعصّبات کے خاتمے کا درس دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تک اور ان کے بعد خلافت راشدہ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آئمہ کرام نے ہمیشہ انسانوں کو آپس میں پیار و محبت، رواداری قائم کرنے، نفرتوں اور تعصّبات کو مٹانے کا پیغام دیا ہے، بلکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا بنیادی ہدف اور مقصد ہی انسانیت کی خدمت اور اسے نیکی کے راستے پر چلانا ہے۔ اسلام، مسیحیت، یہودیت، ہندومت، سکھ مت، بدھ مت اور پارسی وغیرہ تمام اَدیان اور مذاہب کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اہم اصول رواداری، پیار، محبت، انسانی ہمدردی کا فروغ اور تعصّبات کا خاتمہ ہے۔

تمام آسمانی اَدیان نے سچائی، خدمت، وفا، ایثار، عجز و انکسار، انسان دوستی غرض تمام انسانی اقدار کو زندہ رکھنے کا درس دیا ہے اور جھوٹ، مکر و فریب، ظلم و ناانصافی، تعصب، حسد و کینہ اور جہالت جیسی صفات اور خواہشات کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ جب تمام اَدیان کے درمیان اس حد تک مشترک باتیں پائی جاتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج انسانی معاشرے میں دہشت گردی، تعصب، تنگ نظری، ظلم، شدّت

پسندی اور انتہا پسندی جیسی برائیاں مسلط ہیں اور انسانی معاشرہ آج ظلم و بربریت، قتل و غارت کی بھیانک تصویر پیش کر رہا ہے۔ اس کا یقیناً کسی دین و مذہب اور مہذب معاشرے سے دور دور کا تعلق نہیں ہے۔

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مذہب اور اعتقاد کا معاملہ ہر انسان کے اپنے ذاتی فیصلے اور اختیار پر مبنی ہے اور اس معاملے میں زور زبردستی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے علم و عقل اور عمل کی آزمائش کے لیے بنائی ہے، جس کے لیے انسانوں کو عقیدہ و عمل کی آزادی کا حاصل ہونا لازم ہے۔ میثاقِ مدینہ جیسی روشن مثال ہمارے سامنے ہے، جب حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ مدینے تشریف لائے اور ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے مختلف اَدیان و مذاہب کے قبائل کے درمیان، جن میں مسلم، یہودی اور مسیحی شامل تھے، ایک امن معاہدہ "میثاقِ مدینہ" قائم کیا۔

حکومت اس حوالے سے سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور تمام مکاتبِ فکر کا آپس میں رابطہ ہے، جس کے یقیناً مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ اب اقلیتوں کے تہوار حکومتی سطح پر منعقد کیے جا رہے ہیں۔ اس طرح محبت اور رواداری کا یہ کاروان آگے بڑھے گا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ وطنِ عزیز سے نفرتوں کو مٹایا جائے، محبتوں کو عام کیا جائے اور بینُ المذاہب ہم آہنگی کے حوالے سے مختلف پروگراموں، کانفرنسوں اور ورکشاپس منعقد کی جائیں۔

پاکستان کے آئین میں تمام اَدیان و مذاہب کے پیروکار اپنی مذہبی رسومات میں آزاد ہیں اور کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلک کے عقائد و نظریات کی نفی کرے۔ جہاں ہمیں تمام ادیان و مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنی ہے، وہاں ان شر پسند عناصر کی نشاندہی بھی کرنی ہے جو ملک و قوم کے دشمن ہیں اور بیرونی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں، تاکہ ملک و قوم کو ان کے مذموم مقاصد سے محفوظ رکھا جا سکے۔ کسی گروہ کو دوسرے گروہ پر مذہبی جبر کا حق حاصل نہیں ہے۔ آیئے ہم عہد کریں کہ ہم بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہوئے وطنِ عزیز میں بسنے والے ہر پاکستانی کو یہ پیغام دیں کہ وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ آیئے! اپنے اپنے رنگ و نسل کے خول سے نکلیں اور ایک ہی رنگ اپنائیں اور وہ محبت و امن کا رنگ ہو، اسلام کا رنگ ہو اور پاکستان کا رنگ ہو۔

علاقائی ثقافتی مماثلت بطور ذریعۂ یک جہتی اور ہم آہنگی

(Commonality in Regional Cultures Leading to National Integration and Cohesion)

پاکستان کے چاروں صوبوں کے لوگوں کے رسم و رواج اور رہن سہن میں کسی حد تک فرق موجود ہے، لیکن علاقے اور زبان کے فرق کے باوجود لوگوں میں ایک مشترک ثقافت بھی پروان چڑھ رہی ہے۔ مختلف علاقوں میں رہنے کے باوجود لوگ ایک دوسرے سے قربت کا احساس رکھتے ہیں۔ لوگوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہونے کا شعور ہے، جس سے قومی یک جہتی اور یگانگت پیدا ہوتی ہے اور قومی تشخص مضبوط ہوتا ہے۔ پاکستان کی علاقائی ثقافت پر اسلامی اقدار کے اثرات ہیں۔ یہاں کے لوگوں میں مساوات، بھائی چارے، اخوت، معاشرتی انصاف اور سچائی جیسی اقدار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان حکمرانوں کے دور میں علم و ادب، موسیقی، مصوری، تعمیرات، خطاطی وغیرہ نے خوب ترقّی کی۔ ان شعبوں میں مسلمانوں کے کارنامے ہمارا ثقافتی وَرثہ ہیں اور ان کے حوالے سے ہمیں پہچانا جاتا ہے۔ پاکستان کے رہنے والوں کی علاقائی نسبت (پنجابی، سندھی، پختون، بلوچ وغیرہ) مختلف ہونے کے باوجود ان کے درمیان باہمی ہم آہنگی کے احساسات موجود ہیں۔

ہمارے مشترک ثقافتی وَرثے کا اظہار ہماری علاقائی شاعری اور ادب کی ان اقدار کے ذریعے سے ہوتا ہے جو تمام علاقوں کے ادب میں یکساں طور پر موجود ہیں۔ تصوف، انسانیت، صلح و انصاف، محبت اور باہمی تعاون کا درس قومی اور صوبائی زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں کے کلام میں ملتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ، حضرت بابا بلھے شاہؒ، حضرت وارث شاہؒ، حضرت شاہ حسینؒ، حضرت میاں محمد بخشؒ، حضرت بابا فرید گنج شکرؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ حضرت سچل سرمستؒ، رحمان بابا، خوشحال خان خٹک اور میر گل خان نصیر وغیرہ نے محبت،

Web Version of PCTB Not for Sale

الفت اور اخوت کا جو درس دیا ہے، اس سے بنیادی طور پر ثقافت کی مماثلت سے محبت اور یک جہتی کا رنگ اُبھرتا ہے۔ ہمارے مقامی ذرائع ابلاغ مشترکہ ثقافتی قدروں کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ اس سے ثقافتی وَرثہ پروان چڑھتا ہے اور قومی یک جہتی، یگانگت اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ ثقافت کے تسلسل کے لیے تعلیمی نظام اور پڑھائے جانے والے مضامین اور موضوعات بھی ثقافتی مماثلتوں پر توجہ مرکوز کرنے کا باعث ہیں۔ اس سے مشترکہ ثقافتی قدروں کو فروغ ملتا ہے۔ پاکستانی معاشرے کی بنیاد بلاشبہ اسلامی عقائد اور نظریات پر رکھی گئی ہے، تاہم چاروں صوبوں کے موسمی، علاقائی اور جغرافیائی حالات کے پیشِ نظر لوگوں کے طرزِ زندگی، لباس، خوراک، طرزِ تعمیر اور رسم و رواج میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور پایا جاتا ہے۔

قومی اور علاقائی زبانوں کی ابتدا اور ارتقا
(Origin and Evolution of National and Regional Languages)

اردو زبان (Urdu Language)

اردو ترکی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی لشکر، کیمپ اور سپاہی وغیرہ کے ہیں۔ اس کی ابتدا گیارھویں صدی عیسوی کے ابتدائی عشرہ میں ہوئی۔ برصغیر میں اس زبان کے ماخذوں میں مغل شہنشاہ ظہیرالدین بابر کا لشکر خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اردو کا ارتقا جنوبی ایشیا میں سلاطین دہلی کے عہد میں ہوا اور مغلیہ سلطنت میں فارسی عربی اور ترکی کے اثر سے اس کی ترقّی ہوئی۔ یہ پاکستان کی قومی زبان ہے۔ اردو نستعلیق رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ اس میں عربی و فارسی کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ اردو زبان کے سب سے پہلے غزل گو شاعر ولی دکنی ہیں۔ دیگر عظیم شعرا میں اسداللہ خاں غالب، میرتقی میر، آتش، میر درد، مومن اور ہمارے قومی شاعر علامہ محمد اقبالؒ شامل ہیں۔ قیامِ پاکستان سے قبل سرسید احمد خان، مولانا شبلی نعمانی، الطاف حسین حالی، بابائے اردو مولوی عبدالحق اور ڈپٹی نذیر احمد نے اردو کی ترقّی و ترویج کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ موجودہ دور کے شعرا میں ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، مجید امجد، ن م راشد، میرا جی، ابن انشا، پروین شاکر، احمد فراز، منیر نیازی، جون ایلیا اور کشور ناہید وغیرہ کو شہرت حاصل ہوئی۔ اسی طرح پاکستان کے معروف اور بڑے ادیبوں میں پطرس بخاری، مشتاق احمد یوسفی، غلام عباس، سعادت حسن منٹو، انتظار حسین، مختار مسعود، قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، بانو قدسیہ اور اشفاق احمد وغیرہ شامل ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد اردو کو قومی زبان کی حیثیت دی گئی اور انگریزی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ اردو زبان کی ترقّی و ترویج کے لیے وفاقی اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

علاقائی زبانیں (Regional Languages)

پاکستان کی چند اہم علاقائی زبانوں کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:۔

(i) پنجابی زبان (Punjabi Language)

پنجابی پاکستان میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ پنجابی زبان کا ارتقا پنجاب کی قدیم تہذیب ہڑپائی یا دراوڑی سے ہوا۔ تاریخی و جغرافیائی تبدیلیوں کے باعث اس کے چھے بڑے لہجے یا بولیاں: ماجھی، پوٹھواری، ملتانی، چھاچھی، شاہ پوری اور دھنی وغیرہ ہیں۔ ماجھی لہجہ زیادہ معیاری لہجہ سمجھا جاتا ہے جو لاہور، گوجرانوالا، شیخوپورہ اور آس پاس کے علاقوں میں رائج ہے۔

اس زبان میں ادب کا آغاز حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ سے ہوتا ہے۔ ان کی شاعری کا موضوع پیار و محبت اور تصوّف ہے۔ بعدازاں سکھ مذہب کے بانی بابا گرونانک دیوجی کا نام آتا ہے۔ پندرھویں سے انیسویں صدی کے دوران میں مسلمان صوفی بزرگوں نے پنجابی زبان میں بے مثال تحریریں لکھیں۔ ان میں مقبول صوفی شعرا بابا بلھے شاہؒ، شاہ حسینؒ، بابا فرید گنج شکرؒ، سلطان باہوؒ اور خواجہ غلام فریدؒ شامل ہیں۔ قصہ گوئی بھی پنجابی ادب کی ایک صنف ہے۔ مشہور قصوں میں وارث شاہؒ کا قصہ ہیر وارث شاہ، حضرت میاں محمد بخشؒ کا قصہ سیف الملوک،

Web version of PCTB Not for Sale

ہاشم شاہ کا قصہ سسی پنوں، فضل شاہ کا قصہ سوہنی مہیوال اور حافظ برخوردار کا قصہ مرزا صاحباں وغیرہ مشہور ہیں۔ان داستانوں میں اس دور کی پنجاب کی تاریخی، معاشی، مذہبی، صوفیانہ اور معاشرتی زندگی کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ پنجابی لوک گیتوں میں ٹپے، دوہے، ماہیے اور بولیاں وغیرہ شامل ہیں۔ مختلف مواقع پر گائے جانے والے یہ گیت نہ صرف گانے والے کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں، بلکہ ان میں ہماری تہذیب، روایات اور ثقافت کے رنگ بھی جھلکتے ہیں۔

(ii) سندھی زبان (Sindhi Language)

سندھی پاکستان کے صوبہ سندھ کے لوگوں کی زبان ہے۔اس میں ترکی، سنسکرت، یونانی، ایرانی اور دراوڑی زبان کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ سندھی عام طور پر ترمیم شدہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔سندھی کے مختلف لہجے ہیں، جن میں لاڑی، تھری، فکری، کنداوی، لاسی اور وچولی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ جنوبی سندھ میں بولی جانے والی سندھی کا لہجہ لاڑی کہلاتا ہے۔ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ میں لاسی بولی جاتی ہے۔ وچولی وسطی سندھ کا لہجہ ہے۔ معیاری سندھی ادب کی زبان بھی وچولی سندھی ہے۔ تھر کے صحراؤں میں بولی جانے والی سندھی تھری کہلاتی ہے۔

سندھی چودھویں صدی عیسوی سے اٹھارھویں صدی عیسوی تک تعلیم و تدریس کی مشہور زبان رہی ہے۔ مسلمان حکمرانوں نے سندھی زبان کی ترقّی و ترویج کے لیے بہت کوششیں کیں۔ عربی زبان کے بعد دوسرا درجہ سندھی زبان کو دیا گیا۔قرآن پاک کا ترجمہ سب سے پہلے سندھی زبان میں کیا گیا۔ سندھی زبان میں اسلامی ادب اور صوفیانہ شاعری کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ اور سچل سرمستؒ سندھی زبان کے عظیم شعرا میں سے ہیں۔ صوبہ سندھ میں تعلیمی اداروں، دفاتر اور عدالتوں میں بڑے پیمانے پر سندھی زبان استعمال ہوتی ہے۔

(iii) پشتو زبان (Pashto Language)

پاکستان میں خیبر پختونخوا، قبائلی علاقہ جات اور بلوچستان کے کچھ حصوں میں پشتو بولی جاتی ہے۔ بنیادی طور پر پشتو کے دو لہجے ہیں: پہلا مغربی لہجہ اور دوسرا مشرقی لہجہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں لہجوں میں چند الفاظ کا فرق ہے۔ دوسری تہذیبوں اور گروہوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے پشتو میں قدیم یونانی، عربی اور ترکی زبان کے بھی الفاظ ہیں۔ پشتو زبان کا آغاز بھی پشتو شاعری سے ہوا۔ پشتو شاعری کی قدیم ترین کتاب کا نام" پٹہ خزانہ "ہے اور یہ آٹھویں صدی عیسوی کے نصف میں لکھی گئی تھی۔ پشتو نظم کا پہلا شاعر امیر کروڑ کو سمجھا جاتا ہے۔

مسلمانوں کی برصغیر میں آمد سے پہلے پشتو" خروشتی رسم الخط "میں لکھی جاتی تھی۔ سلطان محمود غزنوی کے دورِ حکومت میں سیف اللہ نامی ایک محقق نے پہلی بار پشتو کو عربی رسم الخط میں ڈھالا۔ خوشحال خاں خٹک اور رحمان بابا پشتو کے مشہور شاعر ہیں۔ پشتو کے مشہور لوک گیتوں میں ٹپہ اور چاربیتہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

(iv) بلوچی زبان (Balochi Language)

بلوچی صوبہ بلوچستان کے قبائل کی زبان ہے۔ پاکستانی صوبہ بلوچستان کے علاوہ یہ ایران اور خلیج فارس کی ریاستوں میں بھی بولی جاتی ہے۔ قدیم بلوچی ادب کے دور میں بلوچ شعرا نے رزمیہ داستانیں لکھیں۔ قدیم بلوچی ادب لوک گیتوں اور نظموں پر مشتمل تھا اور ان نظموں کا موضوع قبائلی لڑائیاں یا عشق و محبت کی داستانیں تھیں۔ اس دور کے شعرا میں سردار اعظم میر چاکر خان، شاہ لاشاری، میر جمال رند، عبداللہ خاں، جنید رند اور محمد خاں گشکوری نے شہرت پائی۔ برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے دورِ حکومت میں ملا فضل اللہ علی، رحم علی اور اسماعیل آبادی جیسے شعرا پیدا ہوئے۔ گلوکار، ان شعرا کے کلام اور نظموں کو یاد کر لیتے اور ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقلی کا ذریعہ بنتے تھے۔

قیامِ پاکستان کے بعد بلوچی ادب کی ترقّی و فروغ کے لیے موثر کوششیں کی گئیں۔ 1949ء میں بلوچستان رائٹرز ایسوسی ایشن کا

قیامِ عمل میں آیا۔ 1959ء میں "بلوچ اکیڈمی" قائم ہوئی، جس کے تحت اب تک متعدد بلوچی کلاسیکی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ حکومت نے تعلیمی اداروں اور بلوچ اکیڈمی کے ذریعے سے بلوچی زبان کی سرپرستی کی۔ اعلیٰ پائے کے شعرا اور افسانہ نگاروں نے افسانے، ڈرامے اور نظمیں لکھیں۔ جدید دور کے بلوچی شعرا میں بلوچی شعرا میں سیّد ظہور شاہ ہاشمی، عطا شاد، مراد ساحر، میر گل خان نصیر، مومن بزدار، اسحاق شمیم، صدیق آزاد، میر عبدالقیوم بلوچ، میر مٹھا خان مری اور ملک محمد پناہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

(v) کشمیری زبان (Kashmiri Language)

کشمیری زبان کا تعلق وادیٔ سندھ کی دیگر زبانوں سے ہے۔ کشمیری زبان کے مشہور لہجے ہندکی، گامی اور گندور ہیں۔ گندور کو معیاری ادبی لہجہ تصور کیا جاتا ہے اور اسے خصوصی ادبی اہمیت حاصل ہے۔

کشمیری زبان کے پہلے شاعر شنتی کنتھ تھے، جنھوں نے مذہبی موضوعات کو شاعری میں بیان کیا۔ کشمیری زبان میں عشق و محبت کے قصے بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ان قصوں کی خالق حبہ خاتون نامی مشہور شاعرہ ہیں۔ ان کا اصل نام زون تھا، جس کے معنی چاند کے ہیں۔

غلام احمد مہجور کو جدید ادب میں خصوصی مقام حاصل ہے۔ پہلے فارسی میں شاعری شروع کی پھر اپنی مادری زبان کشمیری میں شاعری کی۔ اہلِ کشمیر کی کشمیریت کو بیدار کرنے میں ان کا بڑا حصّہ ہے۔ مہجور کشمیری نے اپنی شاعری سے پوری نسل کو متاثر کیا ہے۔ کشمیری زبان کے استاد شاعر محمود گامی کو کشمیری ادب کے روحانی تخلیق کار کی حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے کشمیری زبان اور ادب میں روحانیت کے موضوعات پر کام کیا۔ آج بھی کشمیری شاعری مختلف اصناف میں ان کی مرہونِ منت ہے۔ کئی کشمیری شعرا نے محمود گامی کی تقلید کی ہے۔

ملا مرزا طاہر غنی کشمیری برصغیر کے کشمیری، ہندی اور فارسی وغیرہ زبانوں کے نمائندہ شاعر تھے۔ کھڑی شریف، میر پور میں پیدا ہونے والے اللہ دتہ جوگی کشمیری اور پنجابی زبان کے مشہور شاعر تھے۔ کشمیری محاورات اور تراکیب بھی کشمیری ادب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

(vi) سرائیکی زبان (Saraiki Language)

سرائیکی پنجاب کی اہم علاقائی زبان ہے۔ سرائیکی بولنے والے لوگ جنوبی پنجاب، جنوبی خیبر پختونخوا، شمالی سندھ اور مشرقی بلوچستان میں رہتے ہیں۔ سرائیکی شاعری اپنی مٹھاس اور تاثیر میں لاثانی ہے۔ سرائیکی زبان اپنے اندر پائی جانے والی فصاحت اور بلاغت کے علاوہ اپنے مخصوص حروفِ ابجد کی بنا پر دنیا کی مکمل زبانوں میں سے ایک ہے۔ اس زبان کی واحد انفرادیت ہے کہ تلفظ کے معاملے میں سرائیکی بولنے والے دنیا کی ہر زبان کو اس کے اصل تلفظ کے ساتھ ادا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ سرائیکی زبان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ پشتو، بلوچی، اور سندھی لوگوں کی جڑواں زبان ہے، یہ تمام لوگ اپنی مادری زبانوں کی طرح سرائیکی زبان پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔

بہت سے شعرا کرام سرائیکی وسیب میں اپنی شاعری کے حوالے سے مشہور اور مقبول ہیں۔ ان میں سب سے اہم نام حضرت خواجہ غلام فریدؒ جیسے صوفی شاعر اور بزرگ کا ہے۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ کو ہفت زبان شاعر کہا جاتا ہے، تاہم انھوں نے زیادہ تر سرائیکی زبان میں شاعری کی ہے اور ان کی کہی ہوئی کافی میں صوفیانہ رنگ موجود ہے۔ ان کی شاعری کے دیوان کا نام "دیوانِ فریدؒ" ہے۔ آپ نے سرائیکی شاعری کو اعلیٰ مقام تک پہنچایا۔ سرائیکی ادب کی اصناف میں لوک کہانی، افسانہ، ناول، ڈراما، ڈوہڑا، غزل، مرثیہ، گیت اور کافی وغیرہ شامل ہیں۔ موجودہ دور میں سرائیکی زبان و ادب نے کافی ترقّی کی ہے۔ سرائیکی کے مقبولِ عام شعرا میں شاکر شجاع آبادی، اقبال سوکڑی، احمد خاں طارق، عزیز شاہد، عاشق بزدار،، رفعت عباس اور اشولال فقیر وغیرہ شامل ہیں۔ اس زبان کی ترقّی اور تحقیق کے لیے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں سرائیکی زبان کے شعبے قائم ہیں۔

(vii) شینا، بلتی، وخی اور بروشسکی زبانیں (Shina, Balti, Wakhi and Burushaski Languages)

شینا، بلتی، وخی اور بروشسکی گلگت بلتستان کی زبانیں ہیں۔ شینا گلگت بلتستان کی ایک دل کش زبان ہے۔ یہ خیبر پختونخوا کے ضلع کوہستان سے لے کر بلتستان کے آخری کونے تک بولی جانے والی زبان ہے۔ بلتی زبان بلتستان میں بولی جانے والی ایک زبان ہے۔

Web version of PCTB Not for Sale

بلتستان میں اس زبان کو خطرات لاحق ہیں۔کھوار اکیڈمی نے چترال اور شمالی علاقہ جات کی جن معدوم ہونے والی زبانوں کو بچانے کے لیے یونیسکو (UNESCO) سے اپیل کی ہے، ان زبانوں میں بلتی بھی شامل ہے۔وخی زبان پاکستان کے صوبہ گلگت بلتستان کے علاقے وادی گوجال وادی اشکومن اور وادی یاسین کے سرحدی علاقوں اور صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع چترال کی وادی بروغل میں بولی جانے والی زبان ہے۔ بروشسکی زبان نگر، ہنزہ، یاسین اور آزاد کشمیر کے ضلع نیلم کے کچھ علاقوں میں بھی بولی جاتی ہے۔

(viii) براہوی زبان (Brahui Language)

براہوی زبان قدیم دراوڑی قوم کی زبان سے ملتی جلتی ہے۔براہوی زبان کا شمار بلوچستان میں بولی جانے والی بڑی زبانوں میں ہوتا ہے۔براہوی زبان کوئٹہ، قلات، خضدار اور اس کے گردونواح کے علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ براہوی زبان بولنے والے سندھ اور پنجاب میں بھی آباد ہیں۔ براہوی لوک ادب میں لیلیٰ مور کی صنف خصوصی شہرت کی حامل ہے۔معیاری ادب میں ممتاز شاعر اادیب اور ادبی تخلیق کار ملک داد اور ان کی تصنیف تحفۃ العجائب کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔انگریز حکومت کے دور میں قرآن مجید کا ترجمہ براہوی زبان میں ہوا۔

اب براہوی زبان میں ادبی رسالے، افسانے، نظمیں، نثری تحریریں اور اخبارات کی اشاعت بھی ہو رہی ہے۔ بلوچستان یونیورسٹی میں بھی اس زبان کی ترقی اور فروغ کے لیے قابل ذکر کام ہو رہا ہے۔اس زبان میں ایم اے کی ڈگری کا اجرا کر کے اس زبان کو فروغ دیا گیا۔ براہوی میں ایم فل اور پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری کی سطح پر بھی تحقیقی کام جاری ہے۔ براہوی ادبی سوسائٹی اور انجمنوں وغیرہ کے قیام سے بھی اس زبان کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

(ix) پہاڑی یا ہندکو زبان (Pahari or Hindko Language)

ہندکو زبان پاکستان، شمالی ہندوستان اور افغانستان کے بعض علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ہندکو کی اصطلاح قدیم یونانی علمی حلقوں میں بھی پائی جاتی رہی ہے، جس سے مراد حالیہ شمالی پاکستان اور مشرقی افغانستان کے پہاڑی سلسلے لیے جاتے ہیں۔ یہ زبان پاکستان میں صوبہ خیبر پختونخوا کے اضلاع ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہری پور، بٹگرام، پشاور، کوہاٹ، جب کہ صوبہ پنجاب میں اٹک اور پوٹھوار اور آزاد کشمیر کے بیش تر علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ پشاور شہر میں اس زبان کو بولنے والوں کو پشاوری یا خارے کے نام سے پکارا جاتا ہے، جس کا مطلب پشاور شہر کے آبائی ہندکو بولنے والے لیا جاتا ہے۔خیبر پختونخوا حکومت، ہندکو زبان و ادب کی ترقی کے لیے کوشاں ہے۔ گندھارا ہندکو بورڈ کے تحت گندھارا ہندکو اکیڈمی قائم کی گئی ہے۔ ہندکو اس صوبے کی قدیم زبانوں میں سے ایک ہے۔

(x) گوجری زبان (Gojri Language)

گوجری زبان بھی برصغیر کی قدیم زبانوں میں سے ایک زبان ہے ۔ پانچویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک ہندوستان میں گوجر حکومتیں قائم رہی ہیں۔ اُس دور میں گوجری زبان کو سرکاری سرپرستی حاصل رہی ہے۔ سرکاری سرپرستی کے زمانے میں ادیبوں اور شاعروں نے گوجری اَدب تخلیق کیا، جس میں زیادہ تر صوفیانہ کلام ہے۔ان شعرا میں سیّد نور الدین ست گرو، حضرت امیر خسرو، شاہ میرا جی، برہان الدین جانم اور امین گجراتی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ پندرھویں صدی عیسوی کے بعد ہندوستان میں گوجری حکومتوں کا زوال شروع ہو گیا۔اس کے ساتھ ہی گوجری زبان کی سرکاری سرپرستی ختم ہو گئی اور یہ زبان مرکزیت سے دور ہوتی چلی گئی، جس کے نتیجے میں گوجری زبان مقامی لہجوں میں تقسیم ہو گئی۔ ریاست جموں و کشمیر میں بولی جانے والی گوجری پر عربی اور فارسی کے واضح اثرات دیکھنے میں آتے ہیں۔ گوجری زبان کا اپنا ذخیرۂ الفاظ اور اپنی ایک الگ پہچان ہے۔اس زبان میں محاورے، ضرب الامثال، پہیلیاں، لوک گیت اور لوک کہانیاں وغیرہ موجود ہیں، جن کے بل بوتے پر اس کو زبان کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

Web Version of PCTB Not for Sale

پاکستان میں غربت کے اسباب، اثرات اور حکومت کی طرف سے غربت میں کمی کے لیے اقدامات
(Causes, Consequences and Remedies for Poverty Alleviation in Pakistan)

غربت کی کوئی واضح تعریف تو نہیں کی جاسکتی کہ کس ملک میں کتنے فی صد غربت کی شرح ہے۔ مختلف مالیاتی ادارے اپنے انداز سے اس کی تعریف کرتے ہیں، تاہم سادہ الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ غربت ایک ایسی کیفیت یا صورت حال کا نام ہے، جس میں کسی شخص یا کمیونٹی (Community) کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہوتے کہ جن سے وہ اپنا کم سے کم معیارِ زندگی برقرار رکھ سکے۔ پاکستان پلاننگ کمیشن (Pakistan Planning Commission) غربت کی بنیاد، انسانی جسم کو مطلوب توانائی کے حراروں (Calories) پر رکھتا ہے، جس کی رُو سے ہر بالغ فرد کو روزانہ کم از کم 2350 توانائی کے حرارے ملنے چاہییں۔ پاکستان میں شہری علاقوں میں غربت نسبتاً کم ہے، کیوں کہ روزگار کے مواقع زیادہ ہیں۔

غربت کا شکار لوگ

پاکستان میں غربت کے اسباب

- تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی۔
- پیداواری وسائل میں کم اضافہ۔
- توانائی کا بحران۔
- ناخواندگی اور ٹیکنیکل تعلیم کا کم ہونا۔
- معاشی ترقّی کی سست رفتار۔
- تجارتی سرگرمیوں میں کم پھیلاؤ۔
- اندرونی و بیرونی سرمایہ کاری میں کمی۔
- افراطِ زر کی بڑھتی ہوئی شرح۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقوامِ متحدہ کے مطابق خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے کا معیار ایسے لوگ ہیں جن کی یومیہ آمدنی 1.9 ڈالر یا اس سے بھی کم ہے۔

اثرات

- غربت کی وجہ سے مایوسی اور بدامنی میں اضافہ ہو رہا ہے۔
- جان لیوا امراض میں تیزی آ رہی ہے۔
- معاشی ترقّی کی رفتار سست ہے۔
- شرحِ خواندگی میں اضافہ سست روی کا شکار ہے۔
- پاکستان کی عالمی ساکھ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔
- چوری، ڈاکے اور دہشت گردی کو فروغ مل رہا ہے۔

غربت میں کمی کے لیے حکومتی اقدامات

- سالانہ ترقّیاتی بجٹ میں نئی ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنا۔
- پیلی ٹیکسی، رکشا اور ٹریکٹر وغیرہ کی سکیموں کا اجرا۔
- نوجوانوں کے قرض لینے کی سکیموں کا اجرا۔
- بنیادی سہولتوں کی فراہمی میں اضافہ۔
- تعلیم کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں میں مفت کتابوں اور وظائف کے ذریعے سے مستحق طلبہ کی ماہانہ امداد۔
- بیت المال اور زکوٰۃ فنڈ سے مستحق افراد اور گھرانوں کی مالی معاونت۔
- احساس کفالت پروگرام کا اجرا۔

Web Version of PCTB Not for Sale

قومی تعمیر میں اقلیتوں کا کردار اور کارنامے
(Contribution and Achievements of Minorities in Nation Building)

’’کسی بھی معاشرہ میں موجود ایسا گروہ جو اپنے مذہبی، سماجی اور معاشرتی نظریات اور طرزِ زندگی کی رُو سے اکثریت کی نسبت کم تعداد میں ہو اقلیت کہلاتا ہے۔‘‘ کسی بھی قوم کی ترقّی و خوش حالی کے لیے ضروری ہے کہ وہاں قیام پذیر اقلیتی طبقوں کو اکثریت کی طرح زندگی کی تمام بنیادی سہولیات میسر ہوں۔ انھیں عوامی اور حکومتی سطح پر ہر طرح کی معاونت اور تعاون حاصل ہو۔ حکومتِ پاکستان نے اقلیتوں کو ہر قسم

11 اگست 1947ء کو کراچی میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ تقریر کرتے ہوئے

کی ضروری مراعات اور سہولیات سے نوازا ہے اور وہ یہاں اپنی جان، مال، عزت و آبرو کو محفوظ تصوّر کرتے ہیں۔ اقلیتوں نے بھی ہمیشہ ذمہ دار شہری اور محب وطن ہونے کا ثبوت دیا ہے اور مشکل کی ہر گھڑی میں اپنے ہم وطنوں کا ساتھ نبھایا ہے۔ قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی غیر مسلموں کو پاکستان میں مکمل مذہبی آزادی اور تحفظ کی ضمانت دی۔ قیام پاکستان سے قبل 11-اگست 1947ء کو کراچی میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں بانیِ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تقریر میں فرمایا:

You are free; you are free to go to your temples, you are free to go to your mosques or to any other places of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed, that has nothing to do with the business of the State. Thank God, we are not starting in those days. We are starting in the days when there is no discrimination, no distinction between one community and another, no discrimination between one caste or creed and another. We are starting with this fundamental principle that we are all citizens and equal citizens of one State.

Now, I think we should keep that in front of us as our ideal and you will find that in course of time Hindus would cease to be Hindus and Muslims would cease to be Muslims, not in the religious sense, because that is the personal faith of each individual, but in the political sense as citizens of the State.

ترجمہ:

''آپ آزاد ہیں، آپ اپنے مندروں میں جانے کے لیے آزاد ہیں، آپ اپنی مساجد اور ریاستِ پاکستان میں اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یا نسل سے ہو، اس کا ریاست کے معاملات سے ہرگز کوئی واسطہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے ایسے حالات میں سفر کا آغاز نہیں کیا ہے۔ ہم اس زمانے میں یہ ابتدا کر رہے ہیں، جب اس طرح کی تفریق روا نہیں رکھی جاتی، دو فرقوں کے مابین کوئی امتیاز نہیں، مختلف ذاتوں اور عقائد میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی۔ ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب شہری ہیں اور ایک ریاست کے یکساں شہری ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اس بات کو ایک نصب العین کے طور پر اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہیے اور پھر آپ دیکھیں گے کہ جُوں جُوں زمانہ گزرتا جائے گا، ریاست سے تعلقات کے معاملے میں نہ ہندو، ہندو رہے گا نہ مسلمان، مسلمان۔ ایسا مذہبی طور پر نہیں ہوگا، کیوں کہ مذہب (عقیدہ) ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے، بلکہ ایسی سوچ ریاست کے شہریوں میں سیاسی معنوں میں فروغ پائے گی۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری سانس تک ہمیشہ اس امر کا اظہار کیا کہ پاکستان سب کا وطن ہے۔ اس میں مذہبی تفریق ممکن نہیں ہے۔ یہاں سب کے حقوق محفوظ ہوں گے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آنے والے دیگر حکمرانوں نے بھی اقلیتوں کے حقوق کا خصوصی خیال رکھا۔

اقلیتی برادری میں ہندو، مسیحی، سکھ اور پارسی وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستانی اقلیتوں نے تعمیرِ پاکستان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ قانون کے شعبے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق چیف جسٹس اے آر کارنیلیئس کا نام ہمیشہ درخشاں ستارے کی طرح چمکتا رہے گا۔ انھوں نے 1973 کا آئین مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس کو قرآن و سنت پر عبور حاصل تھا، وہ آٹھ سال تک سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج رہے۔ جسٹس رانا بھگوان داس نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے قائم مقام چیف جسٹس کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ وہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین بھی رہے۔ جسٹس رستم سہراب جی سدھوا اور جسٹس دُراب پٹیل نے سپریم کورٹ کے جج کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

پاکستان کی مسلح افواج میں بھی اقلیتوں کا کردار نمایاں ہے۔ ریئر ایڈمرل لیسلے، میجر جنرل جولیئن پیٹر، میجر جنرل نوئیل کھوکھر، بریگیڈیئر مارون، سکواڈرن لیڈر پیٹر کرسٹی، ایئر کموڈور نذیر لطیف، ایئر وائس مارشل ایرک گورڈن، گروپ کیپٹن سیسل چودھری، ایئر کموڈور بلونت کمار داس نے دفاعِ وطن کے لیے عظیم قربانیاں دیں، جن کے اعتراف کے طور پر انھیں فوجی اعزازات سے نوازا گیا۔ ہرچرن سنگھ پاک فوج میں شامل موجودہ سکھ افسر ہیں۔

سیاست کے شعبہ میں اکشے کمار داس، کامنی کمار دتہ، ڈیرک سپرئین، بسانتا کمار داس، کامران مائیکل اور کلیمنٹ شہباز بھٹی، درشن لال مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں جب کہ ڈاکٹر میش کمار، کرشنا کماری کوہلی اور قیامِ پاکستان کے بعد منتخب ہونے والے پہلے سکھ ایم پی اے (MPA) سردار رمیش سنگھ اروڑا اور دیگر مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

صحت کے شعبہ میں ڈاکٹر روتھ فاؤ نے برص اور جذام کے خاتمے کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔ ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی تدفین سرکاری اعزاز کے ساتھ کی گئی۔ سسٹر روتھ لوئیس نے پچاس سال تک معذوروں کی خدمت کی۔ ڈاکٹر ڈریگو غریب لوگوں کے علاج کے لیے خصوصی شہرت رکھتے تھے۔ آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر جے پال چھابڑیا نے شعبہ بصارت میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔

تعلیم کے شعبہ میں نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام، بشپ انتھنی لوبو، ڈاکٹر میرا فیبلوس، روشن خورشید بھروچہ، پروفیسر کنہیالال ناگپال وغیرہ نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔

کھیل کے میدان میں انتھنی ڈیسوزا، مائیکل مسیح، ویلس میتھاس، انیل دلپت، دنیش کنیریا اور بہرام ڈی آواری نے پاکستان کا

Web version of PCTB Not for Sale

نام روشن کیا۔ الغرض اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اقلیتوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ اقلیتی برادری بھی ملکی ترقی میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کر رہی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

رائے بہادر سر گنگا رام (Rai Bahadur Sir Ganga Ram) ایک معروف سول انجینئر تھے جو پنجاب کے ایک گاؤں مانگٹاں والا (موجودہ ضلع ننکانہ صاحب) میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں عجائب گھر، جنرل پوسٹ آفس، ایچی سن کالج اور گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کا کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ ان کے ڈیزائن کردہ ہیں، جب کہ سر گنگا رام ہسپتال، ڈی اے وی کالج (موجودہ اسلامیہ کالج سول لائنز)، سر گنگا رام گرلز سکول (موجودہ لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی)، ادارہ بحالی معذوراں اور دیگر بے شمار فلاحی ادارے اُنھوں نے اپنے ذاتی خرچ پر قائم کیے۔

رائے بہادر سر گنگا رام

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) پشتو زبان کے شاعر ہیں:

(الف) خواجہ غلام فریدؒ (ب) غلام احمد مہجور

(ج) خوشحال خاں خٹک (د) بابا بلھے شاہؒ

(ii) سپریم کورٹ کے جج رہے:

(الف) پیٹر کرسٹی (ب) ڈاکٹر روتھ فاؤ

(ج) ولیم ڈی ہارولے (د) بدیع الزمان کیکاؤس

(iii) آبادی کے کوائف جاننے کے عمل کو کہتے ہیں:

(الف) نقل مکانی (ب) انتقال اراضی

(ج) اشتمال اراضی (د) مردم شماری

(iv) 12 ربیع الاول کو اسلامی تہوار منایا جاتا ہے:

(الف) معراج النبی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ (ب) جشن میلاد النبی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

(ج) عیدالفطر (د) شبِ برات

(v) 2019ء میں پاکستان میں پاکستانی سیاحوں کی تعداد تھی:

(الف) قریباً 40 ملین (ب) قریباً 50 ملین

(ج) قریباً 60 ملین (د) قریباً 70 ملین

Web version Not for Sale

2- مختصر جواب دیں:

(i) پانچ قومی تعلیمی مسائل تحریر کریں۔
(ii) صنفی امتیاز کی تعریف کریں۔
(iii) ہم نصابی سرگرمیوں سے کیا مراد ہے؟
(iv) کوئی سے تین پنجابی شعرا کے نام لکھیں۔
(v) آبادی اور وسائل کے درمیان توازن کیسے قائم کیا جاسکتا ہے؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں:

(i) پاکستان میں شعبۂ تعلیم کو درپیش مسائل کے حل کے لیے تجاویز دیں۔
(ii) علاقائی ثقافت میں مماثلت قومی یک جہتی کا ذریعہ ہے، وضاحت کریں۔
(iii) پاکستانی معاشرے کی اہم خصوصیات بیان کریں۔
(iv) پاکستان کی قومی اور دو علاقائی زبانوں کی تفصیل بیان کریں۔
(v) پاکستان میں سیاحت کی اہمیت بیان کریں۔
(vii) صنفی بنیاد پر آبادی کی تقسیم بیان کریں۔
(viii) پاکستان میں شعبۂ صحت کن مسائل کا شکار ہے اور ان کا حل بیان کریں۔
(ix) قومی تعمیر میں اقلیتوں کے کردار کی وضاحت کریں۔
(x) پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

(i) پاکستان میں قومی یک جہتی کے موضوع پر تقاریر کا مقابلہ کرائیں۔
(ii) پاکستان کی ثقافت سے متعلق تصاویر جمع کریں۔
(iii) اپنے علاقے کا سروے کر کے معاشرتی مسائل کی فہرست تیار کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

(i) طلبہ کو ان کی ثقافت کی اہم خصوصیات سے آگاہ کریں۔
(ii) طلبہ سے پاکستان کی ثقافت کے اہم خدوخال کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کرائیں۔

Web version of PCTB
Not for Sale

فرہنگ

باب 5

نوٹ: الفاظ کے معانی کتابی متن کو مدِنظر رکھ کر درج کیے گئے ہیں۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اقتدار	حکومت۔اختیار	تعمیرِنو	نئے سرے سے بنانا،دوبارہ تعمیر کرنا
بونس(Bonus)	ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ حوصلہ افزائی یا انعام کے طور پر اضافی ادائیگی	تعلیمِ بالغاں	بڑوں کی تعلیم۔بالغ افراد کو بنیادی تعلیم دینے کا ایک تدریسی طریقہ
بیمہ یا انشورنس	حادثہ یا نقصان کی صورت میں خاص رقم یا مالی معاوضہ	اصلاحات	ملکی امور میں بہتری اور ترقی کے لیے ترمیمی اقدامات
سوشل سیکورٹی	معاشرتی تحفظ	سوشلزم	افراد میں ملکی وسائل کی منصفانہ تقسیم کا نظریہ
مزارعین	مزارع کی جمع، دوسرے کی زمین پر کھیتی کرنے والا، کسان،کاشت کار	سالمیت	سلامتی،بقا،تحفظ
معیشت	کسی ملک کا معاشی نظام،مزدور،سرمایہ،پیداوار،اشیاو خدمات اور تجارت وغیرہ	ریفرنڈم	کسی حکومتی پالیسی یا قانون کے بارے میں عوام کی رائے معلوم کرنا
مسلم اُمّہ	مسلمان قوم،مسلمان اُمت	کابینہ	متعدد وزیروں پر مشتمل مجلس
دیباچہ	کسی کتاب کے ابتدا میں لکھے ہوئے الفاظ،ابتدائیہ،تمہید	آٹوموبائل کی صنعت	کاریں یا بسیں وغیرہ بنانے کی صنعت
منشیات	نشہ آور چیزیں	بیوروکریٹس	دفتری سربراہان،اعلیٰ سرکاری عہدے داران
نجکاری	کسی سرکاری یا نیم سرکاری ادارے کو نجی ملکیت میں دینا	ٹیکنوکریٹس	تکنیکی ماہرین،سائنسدان،انجینئرز،ماہرین معاشیات یا کسی خاص علم میں مہارت رکھنے والے افراد
روشن خیالی	نئے خیالات یا سوچ	اعتدال پسندی	میانہ روی،معاملات میں توازن رکھنا

باب 6

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خارجہ پالیسی	کسی ملک کے دوسرے ممالک سے تعلقات قائم کرنا	گندھارا تہذیب	پشاور،ٹیکسلا،تخت بائی،سوات،دیر اور چارسدہ وغیرہ کے علاقوں پر مشتمل ایک قدیم تہذیب
راہداری	راستے کا محصول،اجازت نامہ،گزرگاہ	ترجیحات	بہتری کے لیے اقدامات کی درجہ بندی
فروغ دینا	ترقی دینا،بڑھانا،توسیع کرنا	اقتدارِ اعلیٰ	حاکمیت،تمام اختیارات کا سرچشمہ،برتر اختیار
بقائے باہمی	زندگی گزارنے کے لیے ایک دوسرے پر انحصار	کشیدہ کاری	کپڑے پر پھول،بیل بوٹے کی کڑھائی کا کام

Web Version of PCTB Not for Sale

ثقافت	طرزِ زندگی، کسی قوم کی عادات، افعال، خیالات، رسوم اور اقدار وغیرہ	حق خود ارادیت	ملک میں عام لوگوں کی پسند کے مطابق حکومت اور دیگر اداروں کی تشکیل
شاہراہِ ریشم	پاکستان کو چین سے ملانے کا زمینی راستہ	اٹوٹ انگ	جدا نہ ہو سکنے والا حصہ، جزوِ لازم
لائن آف کنٹرول	مقبوضہ جموں وکشمیر کو پاکستان کے زیرِ انتظام آزاد کشمیر سے الگ کرنے والی سرحد	نخلستان	کھجور کے درختوں کا باغ
پارچہ بافی	کپڑا بُننے کا کام یا پیشہ	تشویش ناک	پریشان کن
انفراسٹرکچر	بنیادی ڈھانچے جیسے سڑکیں، پُل، سکول، ہسپتال ، دفاتر، ٹرانسپورٹ وغیرہ	ویٹو (Veto)	اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان چین، فرانس، روس، برطانیہ اور امریکا کا کسی قانون یا قرارداد کو رد کرنے کا حق

باب 7

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اہداف	ہدف کی جمع، مقصد، نشانہ، منزل	پس ماندہ	ترقی سے محروم، پیچھے رہ جانے والا
عدم استحکام	خراب حالات، استحکام کا نہ ہونا	میٹرک ٹن	ایک ہزار کلوگرام
مصنوعات	بنائی ہوئی اشیا، تیار کردہ سامان، چیزیں	تخمینہ	کسی چیز کا لگایا ہوا اندازہ، جانچ، پرکھ
سنگین	تکلیف دہ، اذیت ناک، خوف ناک	استفادہ کرنا	فائدہ اٹھانا، نفع پانا
سبسڈی	حکومت کی طرف سے امداد، رعایت	کمبائن ہارویسٹر	فصل کی کٹائی کی مشین
مون سون	برسات کا موسم	ہیکٹر	2.47 ایکڑ یا دس ہزار مربع میٹر کے برابر رقبہ
کیوسک (Cusic)	28.317 لیٹر پانی جو ایک مقام سے فی سیکنڈ گزرے	ڈیم	آبپاشی اور بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال ہونے والا پانی کا ذخیرہ
بیراج	دریا پر باندھا ہوا بند، پُشتہ	سیراب کرنا	کھالوں سے کھیتوں کو پانی دینا
کسٹم ڈیوٹی	حکومت کی طرف سے اشیا کی درآمد پر لگایا گیا ٹیکس	زرِمبادلہ	کسی ملک کے زر کو دوسرے ملک کے زر کے ساتھ تبدیل کرنا (غیر ملکی کرنسی)
ریان	مصنوعی ریشم، نقلی ریشم	ہب (Hub)	مرکز، محور، اہم حصّہ
ٹرمینل	رکنے کی جگہ، اڈا	ترسیل	بھیجنا، ارسال، روانگی
کاریز	آبپاشی کے لیے زیرزمین پانی کی نالیاں	خوردنی تیل	کھانے والا تیل
شیل گیس (Shale Gas)	پرت دار چٹان سے نکلنے والی گیس	خشک گودی	بڑے شہروں میں وہ جگہ جہاں سے سامان براہِ راست سمندری جہازوں کے لیے محفوظ کرایا جائے

Web Version of PCTB Not for Sale

باب 8

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
گنجان آباد	زیادہ آبادی والا (علاقہ یا بستی وغیرہ)	ملین	دس لاکھ کے برابر
مردم شماری	ملک کے باشندوں کو گننے کا عمل، آبادی کی تعداد کا شمار یا گنتی	صنف	نوع، جنس، قسم
قدامت پسند	روایت پسند، پرانی روایات کا ماننے والا	اجرک	صوبہ سندھ میں استعمال ہونے والی ایک ثقافتی چادر
گھمبیر	پیچیدہ، اُلجھا ہوا	غیرنصابی	جو نصاب میں شامل نہ ہو
دیوسائی	دیو کی سرزمین، گلگت بلتستان میں دنیا کی بلند ترین سطحِ مرتفع	سیاح	سیر و سیاحت کرنے والا
بندھن	ربط، رشتہ، تعلق	سنسکرت	آریاؤں کی قدیم زبان
تشخص	انفرادیت، پہچان، امتیاز	ترویج	رواج، شہرت، چلن، اشاعت
تخلیق کار	کوئی فن پارہ وجود میں لانے والا (مصنف، مصور وغیرہ)	عظمتِ رفتہ	ماضی کی شان و شوکت
بیت المال	اسلامی حکومت کا خزانہ، شاہی خزانہ	بعثت	پیغمبر بنا کر بھیجے جانے کا عمل، رسالت، رسالت کا زمانہ
ساکھ	عِزّت، آبرو، نیک نامی، وقار	کمیونٹی	ایک جیسے لوگوں کا گروہ، برادری، قوم
صنفی امتیاز	عورت اور مرد کو جنس کی بنیاد پر کم تر یا برتر قرار دینا	صَرف کرنا	خرچ کرنا

کتابیات (Bibliography)

1- تحریکِ پاکستان کے فکری مراحل، سرفراز حسین مرزا، نظریۂ پاکستان ٹرسٹ لاہور، 2009ء

2- قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ: ماہ و سال کے آئینے میں، ہمایوں ادیب، نظریۂ پاکستان ٹرسٹ لاہور، 1995ء

3- قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اقلیتیں، محمد حنیف شاہد، نظریۂ پاکستان ٹرسٹ لاہور، 2008ء

4- تاریخِ پاکستان (1947-2008ء)، شیخ محمد رفیق، سٹینڈرڈ بک سنٹر، لاہور

5- تاریخِ پاکستان، پروفیسر محمد عبداللہ ملک، قریشی برادرز، لاہور

6- پاکستان اکنامک سروے (20-2019ء)، جاری کردہ حکومتِ پاکستان

7- سروے آف پاکستان، جاری کردہ وزارتِ دفاع، حکومتِ پاکستان

8- مردم شماری رپورٹ 2017ء، جاری کردہ شماریات ڈویژن، حکومتِ پاکستان

9- **Issues in Pakistan's Economy, S. Akbar Zaidi, Oxford University Press**

10- **Crop Management in Pakistan with Focus on Soil and Water, Dr.Sardar Riaz Ahmad Khan, Agriculture Department, Government of the Punjab**

Web version of PCTB Not for Sale